مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

دسمبر 1977ء
فتح 1356 ہش



سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



حضرت خلیفۃالمسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب مقام اجتماع میں
تشریف لائے تو قائدقم صدر جناب شیخ مبارک احمد صاحب فاضل نے
حضور کا استقبال کیا



حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اراکین مجلس انصاراللہ مرکزیہ سے گفتگو فرما رہے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

○ نبوت ۱۳۵۶ ہش

○ دسمبر ۱۹۷۷ء

○ محرم ۱۳۹۸ ہجری

ایڈیٹر
سید عبدالحی

قیمت سالانہ دس روپے

فی پرچہ دو روپے

فہرست مضامین

پبلشر ۔۔۔۔۔ چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ۔۔۔۔۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت ۔۔۔۔۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۸	ماہنامہ انصاراللہ ربوہ	شمارہ ۱۲

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیّت

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اسکے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خداتعالےٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اسکی راہ میں کوئی محنت و صعوبت ضائع نہیں جاتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی ...وں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خداتعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خداتعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور انکو اجرِ عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے۔ اور ان کے ہمّ و غم دور فرمائے۔ اور انکو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور انکی مرادات کی راہ ان پر کھول دے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ انکو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔" آمین ثم آمین۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

" میں باہر سے آنے والوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں میں یہ نہیں کہتا کہ وہ جلسہ سالانہ پر نہ آئیں

وہ جلسہ سالانہ پر آئیں اور خوب آئیں اور غیر از جماعت لوگوں کو اپنے ساتھ لائیں۔ لیکن میں ان سے اتنا ضرور کہوں گا کہ کچھ عرصہ سے جلسہ پر آنے والوں میں یہ میلان پیدا ہو گیا ہے کہ جلسہ کا نام آرام اور سہولت اور رجحان نوازی رکھ لیا گیا ہے۔ بہت سے لوگ جلسہ سالانہ پر آ کر بھی برکات سے محروم رہتے ہیں۔ وہ جلسہ دیکھنے آتے ہیں سننے نہیں آتے۔ ایسے لوگوں کو میں کہوں گا وہ یہاں تقاریر نہ سنکر گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اگر یہاں آکر تقاریر نہیں سننی تو بہتر ہے وہ یہاں نہ آئیں اور اس طرح وہ غیر از جماعت افراد جو ان کے ساتھ آئیں اگر وہ جلسہ کی تقاریر سننے کے لئے تیار نہیں یا جو انہیں ساتھ لاتے ہیں انہیں جلسے میں بٹھانے پر قادر نہیں تو میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میلہ کے رنگ میں یہاں آنا انہیں خود بھی گناہ گار بناتا ہے۔ اور دوسرے سینکڑوں ہزاروں لوگ جو انہیں دیکھتے ہیں وہ بھی ان کی وجہ سے گناہ گار بنتے ہیں۔ وہ انہیں دیکھ کر ان کی سی حرکات کرنے لگ جاتے ہیں۔" (الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۵۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

" جلسہ کے دنوں میں ہمیں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہم اپنے اوقات کو ضائع کرنے والے نہ ہوں اور ہمارا ایک لحظہ بھی ضائع نہ ہو۔ نیکی کی باتیں غور سے سنیں دعاؤں میں مشغول رہیں اپنے رب کے حضور جھکتے ہوئے عجز و انکساری سے ان ایام کو گزاریں۔ اپنے لئے، اپنوں کے لئے، دنیا میں بسنے والے احمدیوں کے لئے اور اس انسانیت کے لئے جو احمدیت سے محروم ہے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے اور اپنے قرب کی راہیں ہم سب پر کھول دے تا وہ جو ابھی اس نعمت سے محروم ہیں اس کے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانیں اور اس کے مسیح کو شناخت کریں۔ جو اس زمانہ میں انسانیت کو شیطان اور ابلیس کے حملوں سے بچانے کے لئے بھیجا گیا ہے تا تمام دنیا آستانۂ الٰہی پر جھکنے والی بن جائے۔ ہر دل سے خدا کی حمد کے ترانے نکلیں اور ہر زبان پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے درود جاری ہو۔ اور ہر آنکھ سے ہر دیکھنے والے کو مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت کی برکت نظر آئے اور ہر چہرہ پر اثرات سجود چمکتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔"

(خطبہ جمعہ ۲ نومبر ۱۹۶۵ء)

آپ جلسہ سالانہ پر کیوں آرہے ہیں؟

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں

اس لئے کہ :۔

- "ایسے حقائق و معارف سنیں۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں"۔
- "آپ میں سے ہر ایک کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ اور آپ کی معلومات دینی وسیع اور معرفت ترقی پذیر ہو"۔
- "طلب علم اور مشورہ امداد اسلام اور ملاقات اخوان کے مواقع مہیا ہوں"۔
- "جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں گزشتہ سال داخل ہوئے ہیں۔ پرانے بھائی ان کا منہ دیکھ لیں اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہو"۔
- "تمام دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے کہ خداتعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے"۔
- "اپنے مولیٰ کریم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو"۔
- "جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر گیا ہو اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے"۔
- "تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور خشکی اور نفاق اور اجنبیت کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ رب العزت کوشش کی جائے۔

۔ اس لئے آپ کو چاہیئے کہ آپ

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر خدا کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

سالانہ اجتماع کے موقعہ پر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

کا

افتتاحی خطاب

— (تلخیص مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی منتظم اشاعت سالانہ اجتماع) —

مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۷ء بروز جمعۃ المبارک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کا افتتاح فرمانے کے بعد جو بصیرت افروز خطاب فرمایا اس کا ملخص پیش خدمت ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"قرآن کریم کی تعلیم چونکہ قیامت تک کے زمانہ کے لئے ہے اس لئے اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو اس کا وہ ہے جسے قرآنی اصطلاح میں "کتاب مبین" کہا گیا ہے۔ یعنی قرآن کریم کی تعلیم کا یہ حصہ ایسا ہے جو وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اور جو مسائل ضروریہ ہیں ان کے متعلق ہدایت کر دی گئی ہے کہ اس طرح کرنا ہے اور اس طرح نہیں کرنا۔

دوسرا پہلو قرآنی تعلیم کا وہ ہے جسے قرآنی اصطلاح میں "کتاب مکنون" کا نام دیا گیا ہے یعنی قرآن کریم کے روحانی اسرار جن کا کتاب مکنون سے تعلق ہے۔ اور جو زمانہ زمانہ میں ورق ورق کھُل کے کھولے جاتے ہیں۔ زمانہ کی ضرورت کے مطابق خدا تعالیٰ کے پاک دل، پاک فطرت، مطہر بندے اللہ تعالیٰ سے یہ اسرار سیکھتے ہیں اور پھر ضرورت کے مطابق انہیں ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی قرآن کریم میں گو تعلیم موجود ہوتی ہے مگر عدم ضرورت کی وجہ سے اسے ظاہر نہیں کیا جاتا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس زمانہ میں جس میں سے ۸۶، ۸۷ سال گذر چکے ہیں اس کی روحانی اخلاقی اور معاشرتی ضروریات کو قرآن کریم کی روشنی میں پورا کرنے کے لئے مہدی معہود علیہ السلام آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بشارت دی ہوئی تھی اور خود حضرت مہدی علیہ السلام کو بھی بتایا گیا کہ عمر دنیا میں سے جو ایک ہزار سال باقی رہ گیا ہے (تقریباً ۹۰۰ سال اور) اس زمانہ کے لئے

مہدی علیہ السلام کو قرآن کریم کی تفسیر سکھائی جائے گی اور یہ کہ اس کا زمانہ ایک ہزار سال تک پھیلا ہوا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع آپ کے عشق و محبت میں کامل طور پر فنا ہونے کی وجہ سے یقیناً یہ روحانی جرنیل ایسا ہی ہے جس کے ذریعہ ایک ہزار سال تک کے لئے قرآن کریم کی تفسیر ہمیں دی گئی ہے۔ یہ تفسیر قرآنی بیج یا تفصیل کے طور پر آپ کی کتب تحریرات، ملفوظات اور الہامات میں پائی جاتی ہے۔ آپ کی تحریرات کا ایک ایک فقرہ ایسا ہے جس پر ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم پر نہ کچھ زیادہ کیا ہے اور نہ اس میں سے کوئی حصّہ کم کیا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کامل اور مکمل کتاب ہے۔ قیامت تک نہ اس میں کچھ زیادہ کیا جا سکتا ہے نہ اس میں کوئی کمی کی جا سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہے چاہے اس بات کی سمجھ آئے یا نہ آئے کہ یہ تفسیر کونسی آیت قرآنیہ کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں یا تو قرآن کریم کی تفسیر بیان کی ہے یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان کی ہوئی تفسیر کی تشریح کی ہے آپ نے نہ قرآن کریم پر کچھ زیادہ کیا ہے اور نہ اس میں سے کچھ کم کیا ہے۔ جن علوم کی اس زمانہ میں ضرورت تھی وہ سب تفصیل یا بیج کے طور پر آپ کی بیان کردہ تفسیر میں آچکے ہیں۔ جس طرح نہریں دریا کا پانی ڈالا جاتا ہے۔ ان تمام برکتوں کو جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل انسان کو ملتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ قیامت تک کوئی شخص مجھ سے علیحدہ ہو کر ان فیوض کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ اور نہ وہ اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کو پا سکے گا۔ اب یہ زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اور خیر و برکت کا زمانہ ہے۔ اور ایک ہزار سال تک ممتد ہے اس میں سے ایک صدی گزر رہی ہے اس لئے شیطان یہ وسوسہ ڈال رہا ہے۔ کہ مسیح موعود کا زمانہ ختم ہو جائے گا اور کوئی نیا سلسلہ شروع ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ کہ میں اس صدی کا مجدد بھی ہوں اور مجدد الف آخر بھی ہوں۔ ایک ہزار سال تک تو یہ دین کا کام مجھ سے یا میرے ذریعہ سے لینے کا اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا کثرت سے اور بغور مطالعہ کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا ہے۔ الخیر کلہ فی القرآن تمام خیر اور بھلائی قرآن میں ہے اور قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے اور جاننے اور اس کا علم حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا پڑھنا ضروری ہے کیونکہ آپ کی کتب کے بغیر ہمیں وہ تفسیر ملی

نہیں سکتی جس کی آئندہ ایک ہزار سال کے لئے ضرورت ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کے لئے اردو جاننا ضروری ہے جو شخص اردو نہیں جانتا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بھی نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے اردو سکھانے کے لئے بھی انتظام کرنا چاہیئے۔ انصار اللہ احمدی خاندانوں کے باپ ہیں (خدام بھی ہیں لیکن ان کی اپنی ذمہ واریاں ہیں) اس لئے ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ جماعت کا ہر فرد اردو جانتا ہو ورنہ وہ اپنی نسلوں کو ان برکتوں سے محروم کر رہے ہوں گے۔ جو سمندروں سے بھی زیادہ ہیں اور ہمیں قرآن کریم سے ملتی ہیں۔ (۲) جو لوگ اردو جانتے ہیں وہ کتب مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کریں۔ ہر گھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہوں اور انکو کثرت سے پڑھنے والے ہوں۔ پس گھروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب رکھنے، ان کا مطالعہ کرنے اور بچوں کو سنانے کا انصار اللہ میں انتظام ہونا چاہیئے اور پھر اس کی نگرانی کا کام ہونا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا میں اس کام کی نگرانی کا کام انجمن موصیان کے سپرد کرتا ہوں۔ انصار ہر تین ماہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب ضرور خرید لیا کریں۔ اور کتب کی خرید کا عمل اسی طرح کریں کہ سب سے پہلے وہ کتاب خریدیں جو حضور نے سب سے آخر میں تصنیف فرمائی۔ اور پھر اس سے قبل کی کتب علی الترتیب خریدتے چلے جائیں۔ کیونکہ شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخاطب وہ علماء تھے جو کہتے تھے کہ آپ کو نہ دین آتا ہے اور نہ زبان۔ اس لئے آپ نے پہلی کتب بڑے گہرے رنگ میں لکھی ہیں۔ پھر جب آپ مامور ہوئے اور خدا تعالیٰ نے کہا کہ جاؤ اور تبلیغ کرو تو آپ کے مخاطب عوام ہو گئے۔ اس لئے آپ کی تحریر کا انداز سادہ اور عام فہم ہو گیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگلی صدی جو آنے والی ہے اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کافی ہیں۔ اس کے لئے کسی اور مجدد کی ضرورت نہیں۔ آئندہ ایک ہزار سال کی ضروریات آپ کی کتب میں موجود ہیں۔ ہمارے لئے فکر کا مقام ہے کہ ہماری جماعت کی توجہ ان کتب کے مطالعہ کی طرف نہیں۔ قرآن کریم کے سمجھنے کے بعد ہماری دینی اخلاقی اور معاشرتی ضروریات اگر کہیں پوری ہو سکتی ہیں تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ہی پوری ہو سکتی ہیں۔ قرآن کریم محض کچھ الفاظ ہی نہیں۔ وہ اتنی گہرائیوں اور رفعتوں والی کتاب ہے۔ اتنی عظمت والی کتاب ہے کہ انسان پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اور جس قدر انسان اسے سمجھتا ہے وہ اسے حیران کر دیتا ہے۔ قرآن کریم کی یہ عظمت ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے معلوم ہوتی ہے۔ ایک عظیم خزانہ ہے جو آپ نے ایک صندوقچی میں بند کر دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض گھروں میں یہ کتب موجود نہیں۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالےٰ نے دنیا میں اس لئے قائم فرمایا ہے کہ وہ دنیا کے لئے اسلام کا ایک نمونہ بنے۔ پس جس حد تک ممکن ہو جس قدر استعداد ہو تخلقوا باخلاق اللہ کے ماتحت اپنے اوپر صفتِ الٰہیہ کا رنگ چڑھا کر ہمیں دنیا کے لئے ایک نمونہ بننا چاہیئے۔ اگر ہم ایسا کر چکے ہوتے تو اس وقت وہ دقتیں باقی نہ رہتیں جو ہمیں یہاں نظر آ رہی ہیں۔ تبلیغ کا بہترین طریق نمونہ ہے ہمیں ہر چھوٹی بڑی بات کے لئے ہدایت دی گئی ہے۔ تم اسلام کا نمونہ بن جاؤ پھر دیکھو کتنی جلدی دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ اب بھی ہماری جماعت اسلام کا نمونہ ہے مگر اس حد تک نہیں جس حد تک اس کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس غرض کو پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ جو مجلس انصار اللہ کے قیام کی ہے۔ اور خدا کرے کہ ہم ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے والے ہوں۔ جو بعثت مسیح موعودؑ کے سلسلہ میں ہم پر عائد ہوتی ہیں اور ہم اللہ تعالےٰ کے قرب کو پانے والے اور اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہونے والے ہوں آمین

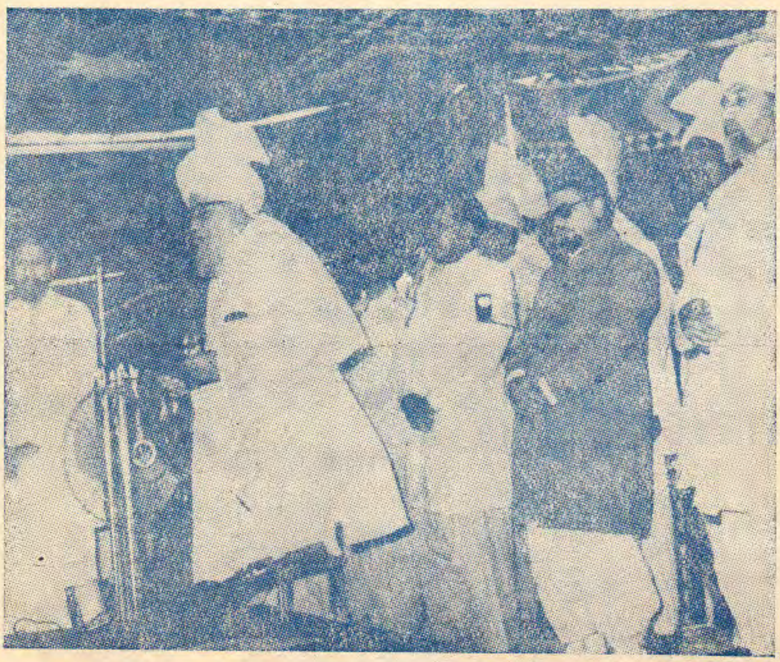
انصار اللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا نیز اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔



اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں حضور کی زیر صدارت جناب حافظ مسعود احمد صاحب
آف سرگودھا قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں



سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مجلس انصار اللہ کا عہد دہرا رہے ہیں



سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر
تشریف فرما ہیں اور جناب ثاقب زیروی صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی تعریف میں نعت پیش کر رہے ہیں



اجتماع کے درمیانی دن مورخہ ۲۹ اکتوبر کو رات کے کھانے میں
حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شریک ہوئے
حضور کی دائیں طرف صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تشریف فرما ہیں



صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ



قائد ذہانت و صحت جسمانی صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
،انصاراللہ اور صحت جسمانی، کے موضوع پر تقریر فرما رہے ہیں



حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے
ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی مسجد نور - فرینکفرٹ (مغربی جرمنی)
ملاقات کر رہے ہیں (۱۹۶۷)



مسٹر ہدایت اللہ ہیوبش ۱۹۷۶ میں مسجد نور فرانکفورٹ میں منعقد ہونیوالے
جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سیرت نبوی پر تقریر فرما رہے ہیں

از جناب مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبائی پنجاب

ابتلاؤں اور آزمائشوں میں مومنوں کا شیوہ

ابتلاؤں اور آزمائشوں کے وقت مومنوں کے شیوہ کو اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ
الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ
مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ
صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

(سورہ بقرہ آیت ۱۵۶ تا ۱۵۸)

ترجمہ۔ اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کسی قدر خوف اور بھوک کے ساتھ اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی کے ذریعہ۔ اور تو بشارت دے صبر کرنے والوں کو۔ جن پر جب کوئی مصیبت آئے تو (گھبراتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

خوف سے مراد مخالفین کی طرف سے خوف و ہراس کے حالات پیدا کئے جانا۔ نئے ایمان لانے والوں کو جو مصائب نظر آتی ہیں۔ ان کا خوف۔ جہاد فی سبیل اللہ کا خوف اور مختلف قسم کے اور خوف۔

جوع یعنی بھوک۔ مخالفین یہ حربہ بھی استعمال کرتے ہیں۔ سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کو اڑھائی سال کے قریب شعب ابی طالب میں محصور کرکے ہر قسم کی کھانے کی چیزیں آپ تک پہنچنے میں روکاوٹیں ڈالی گئیں۔ یہاں تک کہ درختوں کے پتے کھاکر گزارہ کیا گیا۔ اور بعض نے جوتیوں کے چمڑے بھون کر کھا لئے۔ جنگِ احزاب میں بھی اس قسم کے حالات ہوگئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو کئی کئی فاقے کرنے پڑے۔ اور ساتھ ہی مشقت کے کام۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کی اپنی حالت یہ ہوگئی کہ پیٹ پر پتھر باندھ کر کمر مبارک کو سیدھا کرکے خندق کا ایک بڑا پتھر توڑا جو صحابہؓ سے نہ ٹوٹ سکا۔ بعض اور جنگوں میں بھی ایسے حالات پیش آئے۔

نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ ۔ مالوں میں کمی آفات ارضی و سماوی سے بھی واقع ہوجاتی ہے، جیسا کہ بارشوں اور سیلابوں سے یا زلزلہ سے جائدادوں کا تباہ ہوجانا۔ مخالفین کے ہاتھوں سے بھی واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے مکانوں اور دوکانوں کو آگ لگائی گئی اور انہیں لوٹ لیا گیا اور جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیئے۔ تجارتوں میں بھی رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ ملازمتوں میں بھی نقصان پہنچایا۔ غرضیکہ مختلف طریق سے مالی نقصان پہنچائے گئے۔

وَالْاَنْفُسِ ۔ یعنی جانوں کا اتلاف۔ کتنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کفار نے ازراہ ظلم محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے شہید کیا۔ ایک دفعہ ستر حفاظ قرآن کریم کو شہید کر دیا گیا۔ اس زمانہ میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب کو محض حضرت مہدی علیہ السلام کو مان لینے کی وجہ سے کابل میں شہید کیا۔ پھر بعض دوسروں کو بھی

وَالثَّمَرٰتِ ۔ پھلوں میں کمی بارشوں، سیلابوں، زلازل اور دیگر قدرتی آفات سے بھی ہوجاتی ہے۔ اور مخالفین کے ہاتھوں سے بھی۔ ثمرات سے مراد اولاد بھی لی جاتی ہے۔ اس کا فوت ہوکر صدمہ کا موجب ہونا بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔

اَلصّٰبِرِیْنَ ۔ صبر کے تین معنے ہیں (۱) تکلیف پہنچنے پر جزع فزع نہ کرنا (۲) نیکی پر مداومت اختیار کرنا۔ (۳) بدیوں اور برائیوں سے بچنے میں ثابت قدم رہنا۔

ان تمام مصائب اور آزمائشوں میں مومن جزع فزع نہیں کرتے۔ اور نیکیوں پر مداومت اختیار کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ مایوسی اور گھبراہٹ میں مبتلا ہوکر نمازیں چھوڑ دیں یا برے کلمات منہ سے نکالیں۔ یا خدا تعالےٰ کے متعلق بدظنی پیدا کر لیں۔ ایسے اوقات میں بھی ان کے دلی جذبات یہی ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اور یہی بات ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ ان کے صبر کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ان پر بڑی بڑی برکتیں خدا کی طرف سے نازل کی جائیں گی۔ اور رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لے گی اور وہ ان آزمائشوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہدایت کے راستے پر آگے سے آگے بڑھتے جائیں گے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے مقصود کو پالیں گے۔ ھدایت سے مراد نہ صرف اس کے ابتدائی مراحل ہیں بلکہ منزل مقصود بھی ہے۔

اس دعوے کا ثبوت کہ انہیں صبر کے نتیجہ میں یہ کچھ ملے گا اللہ تعالےٰ اگلی آیت میں حضرت ہاجرہ کی مثال سے دیتا ہے جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی خاطر ایک لق و دق جنگل میں اپنے چھوٹے سے بچے کے ساتھ ٹھہرنا قبول کیا۔ جس میں بچاؤ کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جو حج کے موقعہ پر سعی کی شکل میں یاد رکھا جاتا ہے۔ اور ابد الآباد تک کروڑوں کروڑ انسان اس کو یاد رکھتے چلے جائیں گے۔

اور پھر آپ کی اولاد میں اللہ تعالےٰ نے وہ نبی پیدا کیا جس جیسا نہ پہلے کوئی پیدا ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اور اس وجہ سے وہ خاتم النبیین ٹھہرا۔ حضرت ہاجرہؓ کی قربانی بے شک بڑی تھی۔ لیکن خدا کے سلوک کی تو کوئی انتہاء نہیں۔ بڑی سے بڑی قربانی بھی اس کے سامنے حقیر ہو کر رہ جاتی ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے تین بنیادی حقیقتیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) پہلی حقیقت یہ کہ ہمارا اپنا کچھ نہیں بلکہ سب کچھ خدا کا ہے۔ اسی کی طرف سے ہم آئے ہیں اسی کی طرف سے ہمیں سب قوے دیئے گئے۔ جو ہماری ساری ترقیات کا موجب ہیں۔ اسی کی طرف سے رزق کے سارے سامان پیدا کئے گئے۔ ہم اسی کی دی ہوئی طاقت اور توفیق سے ان سامانوں سے فائدہ اٹھا کر رزق حاصل کرتے ہیں۔ اس کی ربوبیت۔ اس کی رحمانیت۔ اس کی رحیمیت ہر وقت ہمیں تھامے ہوئے ہے۔ اور ہمیں آگے سے آگے لے جارہی ہے۔ اس کی مالکیت یوم الدین ہمیں آخرت میں منازل طے کروائے گی۔ اور ہمیں منزل مقصود تک پہنچائے گی۔ براہ راست جنت میں لے جاکر یا خدانخواستہ ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے پہلے دوزخ میں ہمارا علاج کرکے پھر جنت میں لے جاکر بہرحال ہمیں ناقص نہیں چھوڑا جائے گا۔ اور اس کی ربوبیت کے تقاضوں کو پورا کیا جائے گا۔ اور ہمیں لقائے الٰہی اور دائمی راحت کے لائق بنایا جائے گا۔

اس حقیقت کو الفاظ اِنَّا لِلّٰهِ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم میں جابجا اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ کہ انسان کا اپنا بالکل کچھ نہیں اور یہ سب نعمتیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کو دی گئی ہیں اور بطور امانت ہیں۔ جن کا استعمال اس دینے والے کی مرضی اور حکم کے مطابق کرنا ضروری ہے ورنہ انسان خیانت کا مرتکب اور ناشکرگزار ٹھہرایا جائے گا۔ ان نعمتوں کا واپس لینا بھی اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ اور ہمارے لئے باعث شکوہ یا موجب غم اور جزع نہیں ہونا چاہیئے ورنہ ہم حقیقی ایمان رکھنے والوں میں شمار نہ ہوں گے۔

(۲) دوسری حقیقت جو یہاں بیان کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ موجودہ زندگی ہماری اصلی زندگی نہیں بلکہ ہماری اصلی اور نہ ختم ہونے والی اور سب کدورتوں سے خالی اور ہمیں خدا کی ہمسائیگی میں رکھنے والی زندگی ہمیں اس جہان فانی سے چلے جانے کے بعد دی جائے گی۔ وہ زندگی خدا کی نعمتوں اور ہر قسم کے آرام و راحت سے بھرپور ہوگی۔ وہاں زوال نہیں آئے گا بلکہ ہم ترقی کی طرف ہی جائیں گے۔ اس حقیقت کو خلاصہ کے طور وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کی تفصیل سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ فرماتا ہے۔

وَ مَا هٰذِهِ الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَهۡوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ لَهِیَ الۡحَیَوَانُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ۝ (عنکبوت آیت ۶۵)

یعنی یہ ورلی زندگی محض ایک کھیل اور غفلت کا سامان ہے۔ اور آخرت کا گھر ہی حقیقی زندگی ہے۔
کاش لوگ اس بات کو سمجھتے۔

حَیَوَانَ کے معنی اس زندگی کے ہیں جس کے بعد موت نہیں ہوگی۔ اور اس جگہ سے مراد مُبَالِغَۃٌ فِی الْحَیَوَاۃِ بھی ہے۔ یعنی اپنے اندر زندگی کی انتہائی شدت اور کیفیت رکھنے والی۔ (اقرب)
امام راغب بھی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ایسی زندگی ہے۔ جو ہمیشہ رہے گی اور اس کے بعد فنا نہیں آئے گی۔ قرآن کریم نے اس حقیقی زندگی کے واقعی آنے کے دلائل بھی دیئے ہیں۔ اور اس کی کیفیات کو بھی جنت اور دوزخ کی شکل میں بیان فرمایا ہے۔ اس عارضی زندگی سے چلے جانے کے بعد ہمیں یہ محض ایک خواب معلوم ہوگی۔ جس میں ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ گذار کر اپنی اصلی زندگی میں چلے گئے ہوں گے۔ اس کی راحتیں اور آرام اور اس کی تکلیفیں اور آلام سب بے حقیقت معلوم ہوں گے۔ اور ان کا کوئی اثر ہم پر باقی نہیں رہے گا۔ یہ کیسا اذیت ناک ہوگا کہ جس زندگی کی خاطر بہت سے لوگوں نے اپنی اصلی زندگی کو بھلا دیا تھا وہ خواب سی ہوکر رہ جائے اور اس میں کئے گئے سب اعمال ایک مستقل حیثیت اختیار کرلیں۔ اور انہیں شدید عذاب والے دوزخ میں ڈال دیں۔ جہاں سے پھر اللہ تعالیٰ ہی اپنے بے پایاں رحم کی وجہ سے ان کو نکالے گا۔ لیکن کیسے خوش قسمت ہیں وہ مومن جو اس نہایت مختصر سی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسے اس کی رضاؤں کی جنت میں داخل کرکے وہ انعام دیئے جائیں گے جو یہاں کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو ایک دن کے لئے بھی دیکھنے نصیب نہیں ہوتے۔ جو تکلیفیں انہوں نے یہاں اٹھائی ہیں وہ اس وقت کیسی حقیر اور ہیچ نظر آئیں گی۔
بعض انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّآ اَخْلَصْنٰھُمْ بِخَالِصَۃٍ ذِکْرَی الدَّارِ (ص آیت ۴۷)
یعنی ہم نے ان کو ایک خالص بات کے لئے چن لیا تھا۔ اور وہ اخروی یعنی حقیقی زندگی کی یاد ہے۔

۳۔ تیسری حقیقت جو یہاں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی درجہ یا مقام بغیر امتحان اور آزمائش کے نہیں ملتا اور ایمان والوں کی ترقیات کے لئے بھی آزمائشوں اور ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے تاکہ ان کے اندر پختگی اور استقامت پیدا ہو۔ اور وہ خدا کی طرف جانے والا کٹھن راستہ طے کرسکیں اور دنیا بھی ایمان کی قدر پہچانے۔ یہ بات لَتُبْلَوُنَّ میں بتائی گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

اس کے معنی یہ فرماتے ہیں کہ ضرور ضرور ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم تمہیں انعام دینا چاہتے ہیں۔ مگر کچھ تھوڑی سی آزمائشوں میں سے گزارنے کے بعد۔ یہ آزمائشیں تھوڑی سی اس وجہ سے کہی گئی ہیں کہ ان کا نتیجہ جنّت اور لقائے الٰہی ایسا عظیم الشان ہوگا کہ اس کے مقابلہ میں یہ بالکل حقیر اور بے حقیقت اور ہیچ محض ہونگی ان تینوں حقیقتوں کو سمجھتا ہوا کوئی مومن کسی جانی یا مالی نقصان یا کسی خوف کی حالت سے افسردہ اور دلگیر کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ جان اور مال تو سب خدا تعالےٰ کی امانتیں ہیں۔ اور ہمیں چند دن کے فائدہ کے لئے دی گئی ہیں (اِلَّا متاع اور دوسری جگہ اِلَّا متاع الغرور) ان کے ساتھ تو ہمیں کوئی دلی لگاؤ نہیں۔ بیشک یہ جب تک ہمارے ساتھ رہیں یقیناً اللہ تعالےٰ کے فضل کے طور پر ہیں۔ اور ہمارے لئے ہر لحاظ سے قابلِ شکر۔ لیکن ایک مومن کا حقیقی تعلق تو اپنے خدا سے ہوتا ہے۔ جو وہی ان نعمتوں کا دینے والا ہے۔ وہ تعلق قائم رہے تو سب کچھ ہے ورنہ دنیوی چیزوں کی کیا حقیقت۔ ان سے محرومی اس کے لئے قلق اور حزن کا باعث نہیں بن سکتی۔ ایسا دل تو اس یارِ حقیقی میں اٹکا ہوا ہوتا ہے۔ اگر اسے مصائب اور آزمائشوں میں پیس بھی ڈالا جائے تو اس کے منہ سے یہی نکلے گا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

لَنَا عِنْدَ الْمَصَائِبِ یَا حَبِیْبِیْ ٭ رَضَاءٌ ثُمَّ ذَوْقٌ وَارْتِیَاحٌ

یعنی اے میرے محبوب ان مصائب کے وقت ہماری تو یہ حالت ہوتی ہے کہ پہلے ہم ان پر راضی ہوجاتے ہیں۔ پھر انہیں میں ہمارے لئے ذوق پیدا ہوجاتا ہے۔ اور پھر انہیں میں راحت و آرام محسوس ہوتا ہے۔

دنیوی آرام و آسائش کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

منہ در دل تمنّائے دنیا گر خدا خواہی
کہ مے خواہد نگارِ من تہیدستانِ عشرت را

نمی باید مرا یک ذرّہ عزّت ہائے ایں دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفس خود عزّت
خلافِ من کہ می خواہم براہِ یار ذلّت را

ہمہ در دَور ایں عالم امان و عافیت خواہند
چہ افتاد ایں سر ما را کہ مے خواہد مصیبت را

حریص غربت و عجزم ازاں روزیکہ دانستم
کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را

ترجمہ:- تو دنیا کی آسائشوں سے اپنے دل کو ہٹالے اگر تو خدا چاہتا ہے۔ کیونکہ میرا محبوب عیش و عشرت سے خالی لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

• مجھے اس دنیا کی لذتوں کی ذرہ بھر خواہش نہیں میرے لئے کرسی کو اٹھا دو کہ میں خدمت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

• تمام لوگ اپنے نفس کے لئے عزت چاہتے ہیں۔ لیکن میں اس کے برعکس اس یار کی راہ میں ذلت چاہتا ہوں۔

• اس جہاں میں ہر شخص اپنے لئے امن و عافیت چاہتا ہے۔ میرے اس سر کو کیا ہو گیا کہ وہ مصیبت کو چاہتا ہے۔

• میں اس دن سے دل کی مسکینی اور عجز کا حریص ہو گیا ہوں۔ جب سے میں نے جانا کہ اس کے دل میں جگہ اسی کو ملتی ہے جو دل کا مسکین اور زخم خوردہ ہو۔

جس شخص کی یہ حالت ہو کہ اسے دنیا کے تنعم سے اور اس کی آسائشوں اور لذتوں سے اور اپنے نفس کی عزت اور آرام سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ اور وہ دل کی مسکینی اور عجز کا بھی اس لئے حریص ہو کہ اس کے محبوب خدا کی نگاہ میں یہ زیادہ قابلِ قدر ہیں۔ اس کے لئے کسی ابتلاء یا آزمائش کے کیا معنے رہ جاتے ہیں۔ وہ تو پہلے ہی ان سب چیزوں اور آراموں اور عزتوں سے فارغ ہوتا ہے۔ یہی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ ایمان رکھنے والوں کی چاہتا ہے۔

اے اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو بھی یہ حالت نصیب کر کہ یہی حقیقی جنت ہے اور یہی تیرے ملنے کی راہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

"ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک موت اختیار کرے نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شئے پر مقدم رکھے۔"
(البدر ۱۶؍ نومبر ۱۹۰۳ء)

جناب مسعود احمد خان صاحب دہلوی ایڈیٹر الفضل

صد سالہ احمدیہ جوبلی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں

سب سے پہلے میں اس سوال کو لیتا ہوں کہ صد سالہ جوبلی کیا ہے اور اس سے مراد کیا ہے؟ سو واضح ہو کہ جوبلی کی دنیوی تقریبات کی طرح لہو و لعب پر مشتمل کسی پُرمسرت جشن سے صد سالہ احمدیہ جوبلی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ تو جماعت احمدیہ کے قیام کی پہلی صدی کے موجودہ آخری دَور میں دُعا اور تدابیر کو اس کے انتہائی کمال تک پہنچانے کے اس عظیم منصوبہ کا نام ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفۂ برحق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قلب مطہر میں القاء فرمایا ہے اور مقصد اس عظیم منصوبے کا یہ ہے کہ ہم غلبۂ اسلام کی اس مہم میں جو ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کے قیام کے وقت سے جاری ہے بیک وقت اپنا پورا زور لگا کر ایسی تیزی اور شدت پیدا کریں۔ اور ایسے نئے اہم اور عظیم الشان کام سرانجام دیں کہ ہم قیام جماعت کی دوسری صدی (جو غلبۂ اسلام کی صدی ہے) کے شایانِ شان استقبال کے قابل ہو سکیں۔ اور سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم کے سو سال پورے ہوتے پر اظہارِ تشکر کے رنگ میں جوبلی منا سکیں۔ چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

"۱۰۰ سال کی جوبلی بڑی جوبلی ہوتی ہے جب جماعت کو وہ دن دیکھنے کا موقعہ ملے۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ یہ جوبلی منائے۔" (الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۵۸ء)

قیامِ جماعت کی پہلی صدی جو موعودہ غلبۂ اسلام کے ضمن میں بنیادی کام سرانجام دینے اور غلبۂ اسلام کے رفیع الشان محل کی بنیادیں بھرنے اور انہیں مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی صدی تھی اب اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے اور اب اس کے پورا ہونے میں صرف ۱۲ سال رہ گئے ہیں۔ اس ایک صدی میں خلفائے سلسلہ احمدیہ کی آسمانی قیادت میں جماعت احمدیہ اور اس کے ایثار پیشہ افراد نے غلبۂ اسلام کے ضمن میں جو تیاری کی اور جو اہم اور عظیم الشان بنیادی کام سرانجام دیئے۔ اور اطراف و جوانبِ عالم میں ان

کے جو انقلاب انگیز نتائج رونما ہوئے ان سے ایک دنیا اچھی طرح واقف ہے۔ انہیں دوہرانے کی ضرورت نہیں۔

حمد اور عزم کا آئینہ دار آسمانی منصوبہ

البتہ اس ضمن میں یہ بتانا ازبس ضروری ہے کہ آج سے ۱۴ سال قبل ۱۹۷۳ء میں جبکہ قیام جماعت کی پہلی صدی مکمل ہونے میں سولہ سال باقی تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے حالات و قرائن کا بنظرِ غائر جائزہ لینے اور اللہ تعالیٰ کے حضور مسلسل دعائیں کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ ۱۹۸۹ء سے شروع ہونے والی قیام جماعت کی دوسری صدی انشاء اللہ القدیر غلبۂ اسلام کی دوسری صدی ہوگی۔ جس کے بعد تیسری صدی میں جماعت احمدیہ کی آنے والی نسلوں کو تھوڑا بہت بقیہ کام ہی انجام دینا ہوگا۔ ورنہ اسلام کا اصل غلبہ دوسری صدی کے اختتام تک پورے طور پر منصّۂ شہود پر آجائے گا۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں یہ القاء بھی فرمایا کہ پہلی صدی کے ختم ہونے میں جو سولہ سال باقی ہیں۔ ان میں ہمیں اپنی دعاؤں نیز کوششوں اور قربانیوں کو ان کے کمال تک پہنچا کر اور غلبۂ اسلام کی تیاری کو ہر لحاظ سے مکمل کر کے اپنے آپ کو اور اپنی نئی نسل کو اس قابل بنانا چاہیئے کہ ہم اور ہماری نئی نسل غلبۂ اسلام کی صدی کا شایانِ شان استقبال کرنے کے قابل ہوسکے۔ اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں دعاؤں اور ذکر الٰہی نیز انتھک محنت جدوجہد اور قربانی کا ایک خاص منصوبہ القاء فرمایا۔ جسے آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء کے موقعہ پر جماعت کے سامنے رکھا۔ خدائی القاء کے ماتحت معرضِ وجود میں آنے والا یہ عظیم آسمانی منصوبہ صد سالہ احمدیہ جوبلی کا منصوبہ کہلاتا ہے۔ اسے حضور نے دو حصوں میں منقسم فرمایا ہے۔ ایک حصہ سراسر حمد پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ تمام تر عزم سے عبارت ہے۔ چنانچہ حمد اور عزم کے الفاظ اس عظیم منصوبے کے حق میں ایک "ماٹو" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان دو الفاظ میں اس منصوبے کی روح سموئی ہوئی ہے۔ یہ "ماٹو" وہ کوزہ ہے جس میں ایک دریا ہی نہیں بلکہ بحرِ ذخار بند ہے۔

روحانی پروگرام اور اس کی تفصیل

حمد کے تحت حضور نے جماعت کے تمام افراد کو خواہ وہ مرد ہوں، یا عورتیں ہوں یا بچے یعنی خواہ وہ انصار ہوں یا خدام، لجنہ اماء اللہ کی ممبرات ہوں یا ناصرات اور اطفال سب کو ہی خاص التزام سے مسلسل

سولہ سال تک دعاؤں اور ذکر الٰہی کے ایک خاص پروگرام پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ روحانی پروگرام جیسا کہ احباب جانتے ہیں یہ ہے:۔

۱۔ جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک احباب ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لئے ہر قصبہ شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقرر کر لیا جایا کرے

۲۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جا سکتے ہیں۔

۳۔ کم از کم سات بار روزانہ سورۂ فاتحہ کی دعا غور اور تدبر کے ساتھ پڑھی جائے۔

۴۔ تسبیح و تحمید اور درود شریف (یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ) نیز استغفار کا ورد روزانہ ۳۳۔۳۳ مرتبہ کیا جائے۔

۵۔ مندرجہ ذیل دعائیں کم از کم گیارہ گیارہ بار پڑھی جائیں۔

ا۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔

ب۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

۶۔ روزانہ ان کے علاوہ اپنی زبان میں بکثرت دعائیں کی جائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے۔ اور ہم ہر شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔

نئی جدوجہد اور نئی قربانیوں کا عزم بالجزم

یہ تو تھا حضور کے تحت اس منصوبے کا روحانی پروگرام اور عزم کے تحت ایک نئی جدوجہد اور نئی قربانیوں کا جو پروگرام حضور نے جماعت کے سامنے رکھا وہ درج ذیل تقاضوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ مغربی افریقہ اور مشرقی افریقہ میں تین تین مراکز کا قیام جو اپنی اپنی جگہ علی الترتیب پورے مغربی افریقہ اور پورے مشرقی افریقہ پر حاوی ہوں گے۔ ان میں سے ہر مرکز میں ایک جامع مسجد، ایک مشن ہاؤس اور مبلغین کے کوارٹرز تعمیر کئے جائیں گے۔

۲۔ روسی، فرانسیسی، اطالوی، یوگوسلاوین، سپینش اور چینی زبانوں میں نیز مغربی افریقہ کی تین زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم تیار کرنا اور ان کی طباعت و اشاعت کا انتظام کرنا۔

۳۔ دنیا کی ایک سو زبانوں میں اسلام کی ابتدائی اور بنیادی تعلیم پر لٹریچر تیار کرنا اور اس کی طباعت کے لئے بیرونی ممالک میں متعدد چھوٹے چھوٹے پریسوں کے علاوہ دو بڑے پریس قائم کرنا۔

۴۔ بنی نوع انسان کو امتِ واحدہ بنانے کے سلسلہ میں بین الاقوامی سطح پر جماعتوں اور احباب کے درمیان ٹیلکس، ریڈیو اور قلمی دوستی کے جدید طریقوں سے خاطرخواہ فائدہ اٹھانا۔

۵۔ ان سب کاموں کی انجام دہی کے لئے کم از کم ۲½ کروڑ روپے کی مالیت کے صد سالہ جوبلی فنڈ کا قیام (حضور نے فرمایا خدا کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ یہ فنڈ پانچ کروڑ تک جا پہنچے گا)

طاقتوں کو مجتمع کرنے والا عظیم بند

یہ ہے حمد اور عزم کا آئینہ دار صد سالہ احمدیہ جوبلی کا عظیم منصوبہ۔ جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء کے موقعہ پر یہ عظیم آسمانی منصوبہ جماعت کے سامنے رکھنے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے متعدد خطبات میں اس کی اہمیت وعظمت اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے انقلابِ عظیم کو واضح فرماتے چلے گئے۔ مثال کے طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم فروری ۱۹۷۴ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایک نیا دور نئی صدی میں شروع ہونے والا ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ پہلی صدی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے ہے۔ اور دوسری صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے ... جماعت احمدیہ کی پہلی صدی بھی اسلام کے جرنیل کی حیثیت سے مہدی معہود کی صدی ہے۔ اور دوسری صدی بھی مہدی معہود کی صدی ہے۔ جس میں اسلام غالب آئے گا۔ اس کے بعد تیسری صدی میں تھوڑے سے بہت کام باقی رہ جائیں گے۔ اور وہ جیسا کہ انگریزی میں ایک فوجی محاورہ ہے۔ Mopping up operation (یعنی چھوٹے چھوٹے جو کام رہ گئے ہوں انہیں کرنا) جب تیسری صدی والے آئیں گے تو وہ خود ہی ان کاموں کو سنبھال لیں گے۔ لیکن ہم جن کا تعلق پہلی اور دوسری صدی سے ہے..... علیٰ وجہ البصیرت اس مقام پر کھڑے ہیں کہ غلبۂ اسلام کا زمانہ آگیا۔ اور یہ زمانہ مہدی معہود کا زمانہ ہے اور وہ صدی جس میں عملاً اسلام دنیا میں غالب آنا شروع ہو جائے گا وہ شروع ہونے والی ہے۔ اس سے پہلے (یعنی موجودہ) صدی میں اسلام کے عظیم محل اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم قلعہ کی عمارت کو بنانے کے لئے جن مضبوط بنیادوں کی ضرورت تھی وہ تیار ہوتی رہیں

اب صدی ختم ہو رہی ہے۔ قریباً سولہ سال رہ گئے ہیں۔ گویا پہلی صدی میں قربانیاں دینے کے لحاظ سے ایک آخری دھکا لگانا رہ گیا ہے۔ اس کے لئے یہ سولہ سالہ سکیم بنائی گئی ہے تاکہ اسلام کے غلبہ کے سامان جلد پیدا ہوں۔" (الفضل ۱۰ رفروری ۱۹۷۴ء)

پھر ۳۱ مارچ ۱۹۷۴ء کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کی ۵۵ ویں مجلس مشاورت کے موقعہ پر اس عظیم منصوبہ کی اہمیت ذہن نشین کراتے ہوئے فرمایا۔

"میری روح اس یقین سے معمور ہے کہ آنے والی صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ جس کے بعد حق و باطل کی جنگ کا آخری معرکہ ختم ہو جائے گا۔ اور دنیا میں وہ حسین معاشرہ قائم ہو جائے گا جس کے لئے آج انسانیت ترس رہی ہے۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ شدید مخالفتوں اور سخت مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔ لیکن یہ مخالفتیں ہرگز اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ فتح و نصرت بہرحال اسلام کے لئے مقدر ہے۔ ہر احمدی کا دل اس یقین سے پُر ہونا چاہیئے کہ کوئی آگ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور کوئی مخالفت ہمیں ناکام نہیں کر سکتی۔

ہمارا منصوبہ ایک عظیم بند کی طرح ہے۔ جو ہم اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کو مجتمع کرنے کے لئے باندھ رہے ہیں۔ اس بند سے جو نہریں نکلیں گی وہ دنیا کو سیراب کریں گی اور اس سے روشنی کی جو قوت پیدا ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ دنیا کے کونے کونے کو منوّر کر دے گی۔ خدا کرے کہ جس ذوق و شوق اور بشاشت کے ساتھ آج ہم نے اس عظیم منصوبے کے لئے قربانیاں پیش کی ہیں وہ شوق اور بشاشت ہماری آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی قائم رہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کی عورتیں مرد بچے بوڑھے۔ غرض جماعت کا ہر طبقہ اور ہر تنظیم باہم تعاون کے ساتھ تیاری کرے۔ اور اپنی عاجزانہ دعاؤں اور قربانیوں کو اپنی انتہا تک پہنچا دے۔ اسی غرض سے میں نے جماعت کو روزوں، تسبیح و تحمید، درود شریف اور نوافل کی تحریک کی ہے۔ تاکہ ہم خدائی برکتوں کو زیادہ سے زیادہ سمیٹ سکیں۔ اور ہماری حقیر قربانیاں اس کے حضور مقبول ہوں۔ اسلام دنیا میں غالب آئے اور خدائے واحد و یگانہ کا بول بالا ہو۔" (الفضل ۲ راپریل ۱۹۷۴ء)

آسمانی منصوبہ کی آسمانی برکتیں

آسمانی منصوبے آسمانی برکتیں اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں حضور نے یہ آسمانی منصوبہ پیش کرنے کی دیر تھی کہ مختلف

ممالک کی جماعت ہائے احمدیہ اور ان کے ایثار پیشہ احباب نے روحانی پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس والہانہ انداز میں لبیک کہا کہ قربانی و ایثار کی ایک اور درخشندہ مثال قائم کر دکھائی۔ حضور نے تو اڑھائی کروڑ روپے کی تحریک کی تھی۔ اتنی رقم کے وعدے تو صرف ایک ملک کے احمدیوں نے پیش کر دکھائے اور تمام دنیا کے ممالک کے احمدی احباب کے وعدوں کی مجموعی رقم مطلوبہ رقم کے چار گنا سے بھی تجاوز کر گئی اور اس وقت سے ہی دنیا بھر کے احمدی اپنے اپنے وعدوں کی رقم سالانہ قسطوں کی شکل میں باقاعدگی سے ادا کر رہے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق سے مزید بارہ سال تک ادا کرتے چلے جائیں گے۔ اور اس لئے ادا کرتے چلے جائیں گے کہ آج روئے زمین پر اس حقیقت کی معرفتِ تامہ سے انہیں ہی تو سرفراز کیا گیا ہے کہ ؎

ز بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا
بہ مفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

ادھر حضور ایدہ اللہ نے صد سالہ جوبلی کے منصوبے کے تحت غلبۂ اسلام کی صدی کے استقبال کے سلسلہ میں جن اہم اور عظیم الشان کاموں کی انجام دہی کے عزم کا اظہار فرمایا تھا اس کی طرف بھی پوری سرگرمی سے توجہ دی جا رہی ہے اور اللہ تعالےٰ اس تعلق میں مسلسل اپنے تائیدی نشان ظاہر فرما رہا ہے۔ چنانچہ سب سے اہم کارنامہ سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں ایک خوبصورت مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کا مکمل ہونا ہے۔ ۱۹۷۵ء میں اس کے لئے زمین خریدی گئی اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کا سنگ بنیاد رکھا اور ۱۹۷۶ء میں حضور نے ہی اس کا افتتاح فرمایا۔ سویڈن میں تعمیر ہونے والی اس سب سے پہلی مسجد نے پورے سکنڈے نیویا کو جس طرح متاثر کیا ہے عیسائی حلقوں میں اس کا جو ردّ عمل ہوا ہے، اس مسجد کو دیکھنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں جس طرح لوگ کھچے آتے ہیں، اور اسلام میں دلچسپی کی جو زبردست رَو وہاں چلی ہے ۔۔ ان سب ایمان افروز اور روح آفرین نظاروں کا میں عینی شاہد ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اس ناچیز کو مسجد کے سنگ بنیاد اور پھر اس کے افتتاح کے تاریخی مواقع پر حضور کے ہمراہ وہاں جانے کی غیر معمولی سعادت بخشی۔ ان روح پرور نظاروں کی یاد میرے لئے سرمایہ افتخار کی حیثیت رکھتی ہے۔

مزید برآں قرآن مجید کے نئی زبانوں میں تراجم کے سلسلہ میں بھی کام تیزی سے جاری ہے۔ نیز حضور ایدہ اللہ نے دنیا کے مختلف ملکوں میں نئے مشن کھولنے، نئی مساجد تعمیر کرانے اور منتخب نوجوانوں کو غیر ملکی زبانوں کی تعلیم دلوانے کے سلسلہ میں ایسے بنیادی اقدامات فرمائے ہیں جن کے نتیجہ میں چند سال کے اندر اندر نئے عظیم الشان

کا رنامے سرانجام پاکر غلبۂ اسلام کی صدی کے استقبال کی تیاریوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا موجب ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق

بالآخر میں اپنی ان معروضات کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک اہم ارشاد پر ختم کرتا ہوں۔ جس میں حضور نے پہلی صدی کے اس اختتامی دور کی اہمیت کے پیش نظر ہمیں ہماری عظیم ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:-

"یہ احساس ہمیشہ زندہ اور بیدار رکھو کہ ہمارے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم جاری کی ہے۔ یہ مہم ہمارے اس زمانہ میں انتہائی نازک دور میں داخل ہو چکی ہے۔ اس لئے ہمیں اور ہماری اگلی نسل کو انتہائی قربانیاں پیش کرنی چاہئیں۔"

سچی توبہ سے انسان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کس قدر محتاج ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامتِ اعمال کی وجہ سے آتی ہیں اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و نگران ہو جاتا ہے اور ساری بلاؤں کو خدا دور کر دیتا ہے اور ان منصوبوں کو جو دشمن اس کے لئے تیار کرتے ہیں ان سے محفوظ رکھتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۷ صفحہ ۱۵۵)

جناب مولانا نذیر احمد صاحب مبشر سابق رئیس التبلیغ غانا

سیرت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس مبارک صحابہؓ میں سے تھے جنہیں سرورِ دو عالم رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں ہی جنّت کی بشارت دی تھی۔ آپ عام الفیل کے قریباً دس برس بعد عوف بن عبد بن الحارث کے ہاں پیدا ہوئے۔ والدہ کا نام الشفا تھا۔ آپ ابو محمد کی کنیت سے مشہور تھے چھٹی پشت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ددھیال سے آپ کا نسب نامہ جا ملتا ہے۔ آپ حضورؐ کے ہم زلف تھے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد عمرو یا عبدالکعبہ تھا۔ مگر جب مشرف با سلام ہوئے تو حضور نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

آپ السابقون الاولون میں سے تھے۔ دار ارقم میں داخل ہوکر اسلام لائے۔ راہ حق میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں۔ حبشہ کی ہجرت میں پہلے پندرہ مہاجرین میں سے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے آپ کے بارے میں فرمایا۔

"جس نے یہ دعوےٰ کیا کہ عثمان پہلی اور دوسری ہجرت میں عبدالرحمٰن سے بہتر ہیں تو وہ کاذب ہے۔"

ہجرت مدینہ کے بعد آپ کی مواخات حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت سعد بن ربیع نے اس موقعہ پر ایثار کا بے نظیر نمونہ پیش کرتے ہوئے آپ سے کہا کہ تم میرے بھائی ہو خدا نے مجھے کافی مال دیا ہے۔ آؤ ہم دونوں نصف نصف بانٹ لیں۔ میری دو بیویاں بھی ہیں ان میں سے ایک کو میں طلاق دے دیتا ہوں۔ عدت گزرنے پر ان سے نکاح کر لینا۔ مگر آپ نے بھی سیر چشمی کی شاندار مثال قائم کی۔ اور فرمایا بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ خدا تمہارے اہل میں اور تمہارے مال میں برکت ڈالے دُلُّونِيْ عَلَى السُّوْقِ۔ آپ مجھے بازار کا رستہ بتا دیجئے میں انشاء اللہ خود ہی اپنی روزی کما لوں گا۔ آپ بازار گئے تجارت شروع کی۔

چنانچہ آپ کا کاروبار خوب چمکا اور چند ہی دنوں میں دولت کی ریل پیل ہو گئی اور پھر قبیلہ بنو خزاعہ کی ایک انصاری عورت سہلہ بنت عاصم سے شادی کر لی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کپڑوں پر

زعفران کا اثر دیکھا تو دریافت فرمایا۔ عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟
عرض کی حضور ایک انصاری عورت سے شادی کی ہے۔ پوچھا مہر کیا ہے۔ عرض کی کھجور کی گٹھلی بھر سونا۔ فرمایا اَولِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ۔ ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی ہو۔ فنِ تجارت میں آپ کمال رکھتے تھے آپ کے بارہ میں لکھا ہے کَانَ عَظِیْمُ التِّجَارَۃِ کَثِیْرُ الْمَالِ۔ آپ مکہ سے اپنا سب کچھ چھوڑ کر خدا کی خاطر مدینہ ہجرت کر کے آئے تھے۔ سو خدا نے آپ کو بے یار و مددگار نہ چھوڑا بلکہ پہلے سے کہیں بڑھ کر دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ پتھر اٹھاتا تو اس کے نیچے سے سونا نکلتا تھا۔

آپ تمام مشاہد میں اپنے آقا و مطاع صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہے۔ اور داد شجاعت دی۔ غزوۂ اُحد میں ۲۱ زخم کھائے۔ اگلے دو دانت گر گئے اور پاؤں پر ایسا زخم لگا کہ عمر بھر لنگڑا کر چلتے رہے۔

سنہ ۶ھ میں حضور نے آپ کو سات سو آدمیوں کے ہمراہ دومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔ اس موقعہ پر حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے آپ کا عمامہ کھول کر سیاہ عمامہ باندھا۔ آپ دومہ آئے انہیں دعوت اسلام دی۔ اصبغ بن عمرو الکلبی جو ان کے رئیس تھے اور نصرانی تھے ایمان لائے۔

غزوۂ تبوک میں سفر کے دوران ایک مرتبہ حضورؐ نے آپ کی امامت میں نماز پڑھی۔ اور فرمایا۔ کسی نبی کی وفات اس وقت تک ہرگز نہیں ہوتی جب تک وہ اپنی امت کے مرد صالح کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔

خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے عہد خلافت میں ان کے ساتھ ساتھ رہے۔ اور مشیر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تینوں خلفائے کرام نے آپ کو کئی بار امیر حج بنا کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں تو آپ کو ان کے معتمد کی حیثیت حاصل تھی۔

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ۳۲ھ میں آپ نے قریباً ۷۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ دراز قد، خوبصورت اور نرم جسم والے تھے۔ سینہ ابھرا ہوا ہتھیلیاں موٹی۔ رنگ گورا اور سُرخ تھا۔ خدا نے آپ کو دنیوی مال و منال سے خوب نوازا تھا۔ لکھا ہے کہ آپ کے ترکہ میں اس قدر سونا تھا کہ کلہاڑیوں سے کاٹا گیا۔ حتیٰ کہ لوگوں کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ علاوہ ازیں ایک ہزار اونٹ، سو گھوڑے اور تین ہزار بکریاں چھوڑیں۔ آپ کی چار بیویاں تھیں۔ ہر بیوی کے آٹھویں حصہ میں اسّی ہزار درہم آئے۔

آپ نے اپنے ترکہ سے ۵۰ ہزار دینار فی سبیل اللہ وصیت کی تھی۔

اگرچہ خدا نے آپ کو آسودگی اور کشائش بخشی تھی۔ مگر آپ نے کبھی بھی اپنے دامن کو دنیا کی اس فانی دولت سے آلودہ نہ ہونے دیا۔ بلکہ خدا کے دیئے ہوئے مال کو اسی کی راہ میں بے دریغ خرچ کیا۔ جنگ تبوک کے موقعہ پر حضور نے صحابہ سے مالی قربانی کا مطالبہ فرمایا۔ یہ زمانہ مسلمانوں کے لئے بڑی عسرت کا زمانہ تھا۔ قحط و افلاس نے ہر جگہ ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ مگر عشاق رسول نے لبیک کہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کا سارا اثاثہ اپنے آقا کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت عمر فاروقؓ نصف مال لائے۔ اس موقعہ پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چالیس ہزار درہم راہ خدا میں دیئے۔ اور جب بھی ضرورت پیش آئی اپنے اموال کو پانی کی طرح راہ حق میں بہایا۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کَانَ کَثِیْرُ الْاِنْفَاقِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ کہ خدا کی راہ میں بکثرت خرچ کرنے والے تھے۔ آپ نے اپنی وفات سے قبل تمام موجود بدری صحابہ کے لئے جو قریباً ایک سو کی تعداد میں تھے چار چار سو دینار کی وصیت فرمائی۔ آپ امہات المومنین کی خدمت میں تحائف وغیرہ بھجوایا کرتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

اَلَّذِیْ یُحَافِظُ عَلٰی اَزْوَاجِیْ مِنْ بَعْدِیْ ھُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ

آپ نے اپنی زندگی میں قریباً تیس ہزار غلام خرید کر آزاد کئے۔

آپ نہایت درجہ سخی فیاض۔ رقیق القلب اور ایماندار تھے۔ علم و فضل اور اصابت رائے میں آپ کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ حضور کی زندگی میں فتوے دیا کرتے تھے۔ اصابت رائے اس قدر تھی کہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے اپنی وفات سے قبل حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرنے کے بارے میں آپ سے مشورہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت سے قبل جو خلافت کمیٹی مقرر فرمائی تھی ان میں آپ بھی شامل تھے۔ اس کمیٹی میں آپ نے اپنی خداداد فراست و بصیرت اور ہمت و جرأت سے کام لیتے ہوئے اور اپنے آپ کو خلیفہ منتخب کئے جانے سے الگ کرتے ہوئے رائے عامہ اور ممبران کے مشورہ کے مطابق حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔

صدق و عفاف، ایثار۔ وفائے عہد اور زہد و تقوے میں اپنی مثال آپ تھے۔ عقل و فراست، اولوالعزمی اور اصابت رائے قابل رشک تھی۔

آپ کی خدا خوفی۔ رقت قلب اور اپنے مسلم بھائیوں سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ روزے سے تھے جب افطاری کا سامان آپ کے پاس لایا گیا۔ تو ان کھانوں کو دیکھ کر دل بھر آیا۔ ایک رقت طاری ہو گئی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔ سبب دریافت کرنے پر روتے ہوئے فرمایا۔ بیچارے حمزہ شہید ہو گئے۔ مصعب بن عمیر خدا کو پیارے ہو گئے وہ وقت مسلمانوں پر تنگی اور افلاس کا زمانہ تھا۔ حتیٰ کہ مصعبؓ کی نعش کو ڈھانپنے کے

WIND

لئے کپڑا بھی میسر نہ تھا۔ ایک چھوٹی سی چادر تھی کہ اگر سر ڈھانکتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ اور اگر پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ یہ کہا اور پھر اشکوں کی جھڑی لگ گئی۔

پھر بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ مگر آج ہمیں اس دنیا میں ہی خدا نے بہت کچھ دے دیا۔ جبکہ ان لوگوں نے آخرت میں بہت کچھ حاصل کیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

"اے اللہ عبدالرحمٰن بن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب کر"

یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا تعالےٰ نے فرمایا۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ

انہوں نے اس دنیا میں بھی جنت کو پالیا اور آخرت میں بھی رضائے الٰہی کے وارث ہوئے جس کی بشارت انہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے نہایت ہی پیارے الفاظ میں اسی دنیا میں سنادی گئی تھی۔

مبارک ہیں وہ جو ان ستاروں سے ہدایت پاتے ہیں۔ اور ان کے اسوہ کو اپناتے ہوئے خدا کی رضا کی جنتوں کے طالب اور ان کے لئے ہمہ تن کوشاں ہیں جو اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس کے گند سے بچتے اور دور رہتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کی وفات پر حضرت علیؓ نے کیا خوب فرمایا۔ "اے ابن عوف! جاؤ تم نے اس دنیا کا صاف حصہ پالیا اور اس کے گدلے پن سے آگے بڑھ گئے۔

انصار اللہ بھائیو آؤ یہ عہد کریں کہ ہم بھی اپنے دامن کو دنیا کی آلائشوں سے آلودہ نہ ہونے دیں گے اور ان بزرگ اصحاب کے نقش قدم پر چلیں گے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ (حدیث)

ترجمہ: میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

جناب ثاقب زیروی

نعت بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

دل کی زباں سے نعتِ پیمبر سنائیں گے
ہم شب زدوں کو حرفِ منوّر سنائیں گے

محبوبِ کبریا کے پسینے کے نام پر
افسانۂ حیاتِ معطّر سنائیں گے

آنکھوں کو مل گئی جو بصیرت کی روشنی
پڑھ کر کتابِ چہرۂ انور سنائیں گے

دُنیا کے پتھروں سے کہیں کیا حدیثِ غم
رُودادِ غم حضور کے دَر پر سنائیں گے

محرومیوں کے درد کو لفظوں میں ڈھال کر
موقعہ ملا تو ہم سرِ محشر سنائیں گے

یہ داستانِ غم یہ حکایاتِ خونچکاں
ہنس کر سنائیں گے کبھی رو کر سنائیں گے

صرف اذنِ گفتگو کا ہمیں انتظار ہے
جو کچھ گزر رہی ہے برابر سنائیں گے

ثاقبؔ ہر اک اُفق پہ ہے مدحت رسول کی
جو کچھ سُنا ہے ہم نے وہ گھر گھر سُنائیں گے

مکرم جناب مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ

حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری

حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری موضع سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی عمر ابھی ۱۷-۱۸ سال کی تھی کہ آپ ۱۸۸۲ء میں جذبات عقیدت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لئے قادیان حاضر ہوئے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ براہین احمدیہ کے تین حصے چھپ کر شائع ہو چکے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نیک نام بطور ولی اللہ اور خادم اسلام سارے ہندوستان میں شائع ہو رہا تھا۔ پہلی ملاقات میں ہی منشی صاحب محترم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں کھوئے گئے۔ پھر تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جدائی منشی صاحب محترم پر بہت شاق گزرتی تھی۔ اور افتاں و خیزاں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لئے پہنچ جاتے۔ آپ بڑی کثرت سے قادیان آتے رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے اس وفادار خادم سے محبت تھی۔ چنانچہ جب ۱۸۸۴ء میں حضور کا ایک ضروری کام کے لئے لدھیانہ جانا ہوا تو حضور اقدس منشی صاحب محترم کی خواہش پر سنور بھی تشریف لے گئے۔ حضور نے سنور جا کر منشی صاحب کے گھر پر قیام فرمایا۔ حضرت منشی صاحب ریاست پٹیالہ میں بطور پٹواری ملازم تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ محبت تھی۔ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی منشاء کے ماتحت ہوشیار پور کا جو سفر اختیار فرمایا اس مبارک سفر میں بھی حضرت منشی صاحب حضور کے خدّام میں شامل تھے۔ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لدھیانہ میں جب بیعت لینی شروع فرمائی۔ تو حضرت منشی صاحب محترم پہلے دن بیعت کرنے والے السابقون الاولون میں پانچویں نمبر پر تھے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے معجزات اور نشانات کے عینی شاہد تھے۔ اور ایک نشان تو ایسا تھا جو آپ کے ساتھ خاص تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضاء و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا۔ اور پھر اس کو دستخط کرنے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مکاشفات اور رویا صالحہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل پر متمثل ہو کر صاحب کشف کو

نظر آجاتے ہیں۔ اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع و متعارف ہے جو علوم الحقیقت ہے جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کر سکتا۔ غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے۔ اس ذات بیچوں و بے چگوں کے آگے وہ کتاب قضا و قدر پیش کی گئی۔ اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متشکل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا۔ اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے۔ اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی۔ اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔ چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو یا تین قطرے سرخی کے ان کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آیا۔" (سرمہ چشم آریہ ص۱۳۱ و ص۱۳۲)

اس واقعہ کے متعلق حضرت منشی عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

" ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کمرے میں لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا کہ میں نے حضور کے پاؤں پر سرخی کا نشان گرا دیکھا۔ بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ نشانات میری ٹوپی اور حضور کے کرتے پر بھی ہیں۔ میں حیران ہوا کہ سرخی کہاں سے آئی۔ میں نے چھت پر نگاہ ڈالی کہ کہیں کوئی چھپکلی نہ کٹ گئی ہو اور اس کے خون کا قطرہ ہو۔ لیکن چھت بالکل صاف تھی اور کسی جگہ سے کوئی نشان سرخی کا نظر نہ آتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد حضور جاگے تو میں نے دریافت کیا۔ حضور نے پہلے تو ٹالا لیکن میرے اصرار پر بتایا کہ میں نے رویا میں دیکھا کہ میں نے کچھ کاغذات دستخطوں کے لئے خدا کے حضور پیش کئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر دستخط کیا ہے۔ اور جب قلم چھڑکی تو یہ سرخی کے قطرے گرے۔"

آگے حضرت منشی صاحب فرماتے ہیں:۔

" اس عاجز نے وہ کرتہ جس پر سیاہی گری تھی تبرکاً حضرت اقدس سے باصرار لے لیا۔ اس عہد پر کہ میں وصیت کر جاؤں گا کہ یہ کرتہ میرے کفن کے ساتھ دفن کر دیا جائے

چنانچہ حضرت منشی صاحب نے جب وفات پائی تو یہ کُرتہ آپ کے ساتھ ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت منشی صاحبؓ کی زندگی میں ہزاروں لوگوں نے اس کرتہ کی زیارت کی۔ آپ ہر وقت سفر و حضر میں اس کُرتہ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آپ کی تدفین سے پہلے بہشتی مقبرہ کے ملحقہ باغ کے وسیع میدان میں حاضر الوقت احباب کو یہ کُرتہ دکھانے کا انتظام کیا گیا۔ خاکسار نے بھی اس موقعہ پر اس کُرتہ کو دیکھا تھا۔

حضرت منشی صاحب مخلص یک رنگ، عشق و وفا کا پیکر، جذبۂ قربانی سے معمور، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے صالح اور تقوے شعار بزرگوں میں سے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی صفاتِ حسنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"حبی فی اللہ میاں عبداللہ سنوری! یہ نوجوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے۔ جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لا سکتا۔ وہ متفرق وقتوں میں دو دو تین تین ماہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا۔ اور میں ہمیشہ بنظر امعان اس کی اندرونی حالت پر نظر ڈالتا رہا ہوں سو میری فراست نے اس کی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کے بجز اس بات کے اور کوئی بھی وجہ نہیں جو اس کے دل میں یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبانِ خدا و رسول میں سے ہے اور اس نوجوان نے بعض خوارق اور آسمانی نشان جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے بچشم خود دیکھے ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کے ایمان کو بہت فائدہ پہنچا۔

الغرض میاں عبداللہ بہت عمدہ آدمی اور میرے منتخب محبّوں میں سے ہیں اور باوجود تھوڑے گزارۂ ملازمت پٹوار کے ہمیشہ حسب مقدرت اپنی مالی خدمت میں بھی حاضر رہے اور اب بھی بارہ روپے سالانہ چندہ کے طور پر مقرر کر دیا ہے۔ بہت بڑا موجب میاں عبداللہ کے زیادتِ خلوص و محبت و اعتقاد کا یہ ہے کہ وہ اپنا خرچ بھی کر کے ایک عرصہ تک صحبت میں آکر رہتا رہا۔ اور آیاتِ ربّانی دیکھتا رہا۔ سو اس تقریب سے روحانی امور میں ترقی پا گیا کیا اچھا ہو کہ میرے دوسرے مخلص بھی اس عادت کی پیروی کریں۔"

(ازالۂ اوہام حصہ دوم ص۱۳ـ۵)

حضرت منشی صاحب رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ۶۶ سال کی عمر عطا فرمائی اور ۷ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو آپ نے

وفات پائی اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء میں اس سال وفات پانے والے بزرگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت منشی عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ کا سب سے اول ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

"میں نہایت افسوس کے ساتھ ان چند اصحاب کی دائمی جدائی پر اظہار رنج و ملال کرتا ہوں جن کو خدا تعالےٰ کی مشیت نے اس سال ہم سے جدا کر لیا۔ ان میں مقدم وجود مولوی عبداللہ صاحب سنوری کا ہے۔ میرے نزدیک ہر سلسلہ کے خادم اور اسلام کے خدمت گزار کا جدا ہونا بہت رنج اور تکلیف کی بات ہے مگر مولوی عبداللہ صاحب سلسلہ کے خادم ہی نہ تھے بلکہ اپنے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نشان بھی رکھتے تھے۔ جو ان کے دفن ہونے کے ساتھ ہی دفن ہو گیا۔" (تقریر دلپذیر م۵)

حضرت منشی صاحب کی دو بیویاں تھیں اور دونوں سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو اولاد عطا فرمائی۔ آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک بیٹا یعنی صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق حضرت منشی صاحب رضی اللہ عنہ کو کثیر اولاد بخشی۔ اس وقت آپ کے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کی تعداد ۱۸۹ ہو چکی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ منشی عبداللہ صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خدا تعالیٰ کو پانے کی راہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"محنت کے سوا انسان کو کچھ نہیں ملتا۔ کسان کو دیکھو کہ جب وہ زمین میں ہل چلاتا ہے اور قسم قسم کی محنت اٹھاتا ہے تب پھل حاصل کرتا ہے۔ مگر محنت کے لئے زمین کا اچھا ہونا شرط ہے۔ اسی طرح انسان کا دل بھی اچھا ہو، سامان بھی عمدہ ہو، سب کچھ کر بھی سکے تب جا کر فائدہ پاوے گا لیس للانسان الا ما سعیٰ"۔ (ملفوظات جلد پنجم ص۳۲۱)

جناب مولوی فضل الٰہی صاحب انوری سابق امام مسجد فرانکفورٹ مغربی جرمنی

یورپ میں نومسلموں کے ایمان افروز واقعات

یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ

یہ وہ امید افزا پیغام تھا جو مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے قائم کردہ سلسلہ کی آسمانی تائید کے ضمن میں دیا گیا تھا چنانچہ اکنافِ عالم میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی داغ بیل پڑتے ہی خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے منہ سے نکلے ہوئے یہ کلمات ایک روشن حقیقت بن کر سامنے آنے لگے اور ایسی ایسی سعید روحیں مسیح الخلق عدوانا کہتے ہوئے اسلام کی آغوش میں آنے لگیں۔ جن کے ایمان اخلاص اور جوش خدمت کو دیکھ کر آسمان کے فرشتے بھی عش عش کر اٹھے۔

آج میں ایسی ہی دو سعید روحوں کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہوں جنہیں گزشتہ دس سال کے عرصہ میں جرمنی میں جہاں اس عاجز کو متواتر آٹھ سال خدمتِ دین کا موقعہ ملا) مشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور وہ دولت ایمان و عرفان سے مالا مال ہو کر آسمانِ احمدیت کے درخشندہ ستارے بنے اور نہ صرف خود نورِ ہدایت سے منور ہوئے بلکہ اپنی نیکی۔ تقوےٰ اخلاص اور ایثار کی بدولت بہت سی بھٹکی ہوئی روحوں کے لئے روشنی اور ہدایت کا مینار ثابت ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

۱۹۶۴ء کی بات ہے جرمنی کی ایک بہت بڑی انشورنس کمپنی کا ڈائریکٹر اپنے چار سالہ بچے کے ہمراہ سیر کرتے ہوئے فرانکفورٹ کی مسجد نور کے سامنے سے گزرا۔ ریاضی میں پی۔ ایچ۔ ڈی اور مذہب کے لحاظ سے عیسائیوں کے شدید العقائد کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھنے والا یہ اطالوی النسل انسان جو ایک وقت کسی یونیورسٹی میں ریاضی کا پروفیسر بھی رہ چکا ہے چند لمحے رک کر سبز گنبد اور دو سفید میناروں والی اس عمارت اور اس کے ماتھے پر لکھے ہوئے کلمہ کے عربی الفاظ کو بنظرِ استعجاب دیکھنے لگا۔ یہ چند لمحے اس کی زندگی کی کایا پلٹنے کا موجب بن گئے۔ کچھ ہفتے بعد یہی اطالوی پروفیسر جن کا نام ڈاکٹر اطالو کیوسی Italo Chiussi تھا مسجد میں منعقد ہونے والے ایک سیمینار میں شامل ہوئے۔ اور بڑی باقاعدگی اور دلچسپی کے ساتھ ان تقاریر کو سننے لگے جو اسلامی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر کی جا رہی تھیں۔ اگرچہ وہ خود اپنے بیان کے مطابق عیسائیت کے معروف بنیادی عقائد کے یعنی

تثلیث۔ ابنیت مسیح۔ کفارہ۔ وغیرہ کو بچپن سے ہی ناقابلِ فہم اور طلسماتی عقیدوں سے زیادہ نہیں سمجھتے تھے تاہم شدید قسم کے عیسائی ماحول میں پرورش پانے کے سبب اسلام کی جو تصویر ان کے ذہن میں نقش ہو چکی تھی۔ اس کے مطابق اسلام کا مطالعہ تو کجا وہ اسے مذاہبِ عالم میں سے ایک مذہب بھی سمجھنے کے لئے تیار نہ تھے۔

مسجد نور فرانکفورٹ میں منعقد ہونے والے سلسلۂ تقاریر کو سننے کے بعد انہوں نے اسلام کے متعلق جو پہلا تاثر لیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے اس کے خاتمے پر مجھے بتایا کہ آج میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار یہ ضرورت محسوس کی ہے۔ کہ میں اسلام کا ایک مذہب کے طور پر مطالعہ کروں۔

یہ مطالعہ انہوں نے اس طرح شروع کیا جس طرح ایک طفلِ مکتب دینی و دنیوی علوم کے حصول کے لئے ایک استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتا ہے یعنی) کہ انہوں نے سب سے پہلے قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ ا ب کا سبق لیا۔ ہفتہ بھر اپنے دفتری اور دنیوی مشاغل میں مصروف رہنے کے بعد ہر اتوار وہ باقاعدگی کے ساتھ مسجد میں آتے۔ سبق لیتے اور پھر اگلے اتوار تک اسے اچھی طرح حفظ کر لیتے۔ یہ سلسلہ ایک سال تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام کے سرچشمۂ حیات یعنی قرآن کریم کو پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ چنانچہ چند ہی دنوں میں انہوں نے سورۂ فاتحہ ختم کر لی۔ ان کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ ناظرہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ ایک ایک لفظ کا ترجمہ بھی پڑھتے اور یاد کرتے جاتے تھے۔

سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ کو شروع کیا اور چند ہفتوں میں سورۂ بقرہ کے پہلے تین چار رکوع پوری صحت اور روانی کے ساتھ انہیں حفظ ہو چکے تھے۔ اسی دوران انہوں نے محسوس کیا کہ قرآن کریم کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے بہتر ہوگا کہ اس کا کسی غیر زبان میں ترجمہ شروع کر دیا جائے۔ چنانچہ خاکسار کے مشورہ کے ساتھ انہوں نے یورپ کی ایک مصنوعی زبان ایسپرانٹو (esperanto) تجویز کی اور یہی ایک ایسی زبان تھی جو ان چھ زبانوں میں سے ایک تھی۔ جو انہیں آتی تھی۔ اور جس میں ترجمہ پہلے سے موجود نہ تھا۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۷ء میں یورپ کا پہلا دورہ فرمایا تو وہ قرآن کریم کے بیس پاروں کا ترجمہ مکمل کر چکے تھے۔ قرآن کریم نورِ مجسم تھا اور اسے پڑھنے والا ایک سعید فطرت اور نیک نیت انسان تھا چنانچہ ترجمہ کرنے کے دوران ہی ان پر اسلام کی صداقت کے اسرار کھلے۔ ان پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہی دین ان کے فطرتی تقاضوں کو احسن طور پر پورا کر سکتا ہے۔ اور اگرچہ انہوں نے بعض دنیاوی مصالح کے پیشِ نظر اس کا اظہار مناسب نہ سمجھا۔ مگر دل سے اسلام کی صداقت کے قائل ہو چکے تھے۔ چنانچہ اس صداقت کو دل ہی دل میں رکھ کر وہ اپنے سابقہ معمولاتِ زندگی پر عمل پیرا رہے۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ گرجا میں بھی جاتے اور عیسائی عبادات میں بھی شامل ہوتے۔ اس بارے میں مجھے صرف اتنا بتلایا کہ وہ تین خداؤں کے تصور سے بیزار ہو چکے ہیں

اور حضرت عیسٰے کے متعلق ان کا عقیدہ اب وہی ہے جسے قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ اس پر میں نے دریافت کیا کہ پھر جب پادری گرجا کے بعد حاضرین کے ساتھ یسوع مسیح کی خداوندی کے گیت گاتے ہیں تو آپ کیا کرتے ہیں تو کہنے لگے میں اس وقت ان گیتوں کی بجائے سورۂ فاتحہ پڑھ رہا ہوتا ہوں۔

قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کے دوران ان کے قلب صافی پر انوارالٰہیہ کا ایسا پرتو پڑا۔ کہ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی خلش اور روحانی تشنگی کی تسکین کے لئے انہوں نے پوشیدہ طور پر اس قرآنی نسخے پر عمل کرنا شروع کر دیا کہ جو اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ میں بتایا گیا ہے یعنی انہوں نے پنج وقتہ نماز شروع کر دی۔ اس بارے میں بظاہر ان کو کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ کیونکہ وہ ہمیں مسجد میں کئی بار اکیلے اور با جماعت نماز پڑھتے دیکھ چکے تھے۔ نماز کے کلمات انہوں نے نماز کی کتاب سے یاد کر لئے تھے۔ دن کی نمازیں وہ اپنے دفتر کا کمرہ بند کر کے پڑھ لیتے۔ اور مغرب وعشاء کی اپنے گھر میں سوتے کا کمرہ بند کر کے کیونکہ انہوں نے اپنے اہلِ خانہ سے بھی اپنی اسلام سے وابستگی کو پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔ البتہ رمضان کا مہینہ آنے پر روزوں کے بارے میں ان کو ایک مشکل پیش آئی۔ ہفتہ کے پانچ دن تو وہ اپنے دفتر میں ہوتے۔ اس وقت کے موسم کے اعتبار سے وہ سحری سے پہلے ہی دفتر میں پہنچ جاتے۔ اسی طرح گھر لوٹنے سے قبل سورج غروب ہو چکا ہوتا۔ اس لئے ہفتہ کے پانچ ایام میں تو انہیں روزہ رکھنے اور افطار کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوتی مگر دو دن ہفتہ اور اتوار ایسے تھے کہ گھر میں دوپہر کا کھانا اپنے بیوی اور بچوں کے ساتھ کھانا ہوتا۔ اگر نہ کھاتے تو راز فاش ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس مشکل کے حل کے لئے وہ میرے پاس آئے اور یہ پہلی بار تھی کہ انکو اپنا اسلام مجھ پر ظاہر کرنا پڑا۔ اس شرط کے ساتھ میں بھی اسے راز سربستہ ہی رکھوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ قرآن کریم میں ایک حکم فدیہ کا آیا ہے۔ جو اگرچہ مسافر اور مریض کے لئے ہے۔ مگر آپ اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئے اور پورے مہینے کا حساب لگا کر اتنے دنوں کی رقم فدیہ میں دے دی جتنے دن ان کے لئے روزہ رکھنا مشکل تھا۔

ان کے شراب چھوڑنے کا واقعہ جتنا دلچسپ ہے اتنا ہی ایمان افروز بھی ہے۔ جب انہوں نے دل سے اسلام قبول کر لیا۔ تو ساتھ یہ بھی عہد کیا کہ وہ آئندہ شراب کا ایک قطرہ بھی نہیں پئیں گے ایک ایسے ملک میں جہاں شراب پانی کی طرح بلکہ پانی کی بجائے پی جاتی ہے اور جہاں شراب پینا عبادت کا حصہ سمجھا جاتا ہو شراب نہ پینا ایسا ہی جرم ہے۔ جیسے کسی کو گالی دینا۔ مثلاً اگر کوئی شراب کی پیشکش کو ٹھکرا دے تو پیش کرنے والا اسے اپنی ہتک سمجھے گا۔ ایسے ملک میں یہ عہد کرنا کہ شراب کا قطرہ بھی نہیں پیوں گا۔ بڑے ہی عزم کا کام ہے بالخصوص ایسے شخص کے لئے جس کے پاس اس مے نہ پینے کا جواز بھی نہ ہو۔ یا جواز تو ہو لیکن وہ ظاہر

کرنا چاہتا ہو اس لئے ان کو خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں اپنے اس عہد کو توڑنے کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں۔ اس کے ازالہ کے لئے انہوں نے ایک ترکیب نکالی اور وہ یہ کہ وہ ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج میں ایک خاص مدّعا لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ مَیں نے اسلام قبول کرنے کے بعد یہ عہد کر لیا ہے کہ میں شراب نہیں پیوں گا۔ پیتا تو پہلے ہی کم تھا۔ لیکن اب ایک قطرہ بھی پینا نہیں چاہتا۔ آپ کبھی کبھی مجھ سے پوچھ لیا کریں کہ آیا مَیں اپنے اس عہد پر قائم ہوں یا نہیں۔ آپ کا یہ پوچھنا مجھے اپنا یہ عہد توڑنے سے باز رکھے گا۔ کیونکہ میں خیال کروں گا کہ اگر میں نے بدعہدی کی اور آپ کے پوچھنے پر اس کا اقرار کیا تو مَیں عہد کو توڑنے والا سمجھا جاؤں گا۔ اور اگر انکار کیا تو یہ جھوٹ ہوگا۔ اور یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کو میں پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا یہ خوف مجھے اپنے عہد پر قائم رہنے میں مدد دے گا۔

مَیں نے ان کے اس نکتہ کو بہت سراہا۔ اور پھر درس قرآن کے دوران ان سے کبھی کبھی پوچھ لیتا اور وہ مسکرا کر جواب دیتے کہ مَیں ابھی تک اپنے عہد پر قائم ہوں۔ تین چار ماہ گزر جانے کے بعد مجھے کہنے لگے۔ میں سمجھا تھا کہ مَیں نے بڑا معرکہ مارا ہے۔ حالانکہ مجھے کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اپنے آبائی وطن اٹلی گئے۔ جب واپس آئے تو مَیں نے ازراہ تفنن ان سے پوچھا کہ شراب کے بارے میں کوئی مشکل تو پیش نہیں آئی۔ کہنے لگے۔ بس ایک دفعہ ایسی صورت حال پیدا ہوئی کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ آپ پوچھیں گے تو کیا جواب دوں گا۔ تو شاید میں کمزوری دکھا جاتا۔ اور وہ یوں ہوا کہ میرے ایک بچپن کے دوست نے میری دعوت کی۔ اور میری خاطر اعلیٰ درجہ کی شراب منگوائی۔ کھانے کے بعد جب مشروبات کی باری آئی تو لگے اصرار کرنے۔ میں نے معذرت کی تو وہ بہت متعجب ہوئے۔ انکی بیوی نے کہا تھوڑی سی تو پی لیں اور پھر اس قدر اصرار کیا۔ کہ مجھے اپنے پایۂ ثبات میں لغزش کا خطرہ پیدا ہوا تاہم اللہ تعالےٰ نے ہمت دی۔ اور مَیں مسکراہٹ کے ساتھ ان کی خلوص بھری پیشکش کو ٹالتا رہا یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے۔

یورپ کے ماحول میں پلنے اور پروان چڑھنے والا شخص اس کے اندر رہتے ہوئے اس قدر عزم اور جذبے کا مظاہرہ کرتا ہے تو وہ یقیناً بہت بڑا انسان ہے اور اس لائق ہے کہ اس کے نمونے کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

ڈاکٹر کیوسی صاحب خود یورپی تھے۔ یورپ میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے۔ عیسائیت کی آغوش میں آنکھیں کھولیں اور جوان ہوئے اور ابھی اسلام کو قبول کئے چند ماہ ہی ہوئے ہیں۔ وہ خفیہ طور پر نہ سہی بظاہر تو اب بھی وہ اس معاشرے کا جزو تھے جس میں شراب پانی کی طرح پی جاتی ہے۔ مگر اس قدر ہمت اور استقلال دکھاتے ہیں

کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

ڈاکٹر کیوسی صاحب اپنے جذبۂ اسلام کو زیادہ دیر تک مخفی نہ رکھ سکے چنانچہ کچھ عرصہ بعد وہ اپنے اسلام کا اعلان کرنے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے اپنے لئے محمد عبدالہادی نام تجویز کیا جس کے بارے میں وہ کہتے تھے کہ "محمد" نام مجھے بہت ہی اچھا لگتا ہے۔ اور "عبد الهادی" اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے خود میری ہدایت کا سامان مہیا فرمایا ہے۔

اس اعلان کے بعد وہ کھل کر ایک عالم باعمل مسلمان کے طور پر سامنے آ گئے۔ اور پورے جوش کے ساتھ جماعت احمدیہ کے جرمن مشن کی قلمی، لسانی اور مالی خدمات میں لگ گئے۔ جرمن رسالہ اسلام میں ان کے چھپنے والے بلند پایہ مضامین اب بھی بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد عبدالہادی کیوسی ۸ جون ۱۹۷۳ء کو فوت ہو گئے اپنی وفات سے قبل وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، قادیان اور ربوہ کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے قادیان میں انہوں نے ڈیڑھ دن گزارا۔ یہ عرصہ ان کی خود نوشت داستان سفر کے مطابق ان کی زندگی کے انتہائی حسین لمحات پر مشتمل تھا۔ قادیان میں حاصل ہونے والے روحانی تجربات بیان کرتے ہوئے وہ اپنا ایک کشفی واقعہ بیان کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ روانگی سے قبل جب آخری بار میں دعا کرنے کے لئے بہشتی مقبرہ گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگان کی قبور پر دعا کرنے کے بعد چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی وصیت کے مطابق ان کی والدہ ماجدہ کی قبر پر پہنچا تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ اس قبر پر ایک تھالی کے برابر مٹی گیلی ہو گئی ہے۔ اور دوسرے ہی لمحہ اس میں سے پہلے گدلا۔ اور پھر شفاف پانی پھوٹ پھوٹ کر بہنے لگا ہے۔ جیسے دل کی دھڑکن کے ساتھ وہ اچھل کر باہر آیا ہو۔ میں اس غیبی چشمہ کو دیکھتا جاتا ہوں اور ایک روحانی لذت محسوس کرتا ہوں۔ ایسی لذت جو میں نے زندگی بھر نہ پہلے دیکھی نہ محسوس کی۔ یہ نظارہ اس وقت تک رہا۔ جب تک کہ میں نے دعا ختم کر کے اپنے ہاتھ آنکھوں پر سے ہٹا نہ لئے۔ وہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص اسے واہمہ یا حدیث النفس قرار دے تو دے مگر مجھے اس واقعہ کی صداقت اور حقیقت پر ایسا ہی یقین ہے جیسے اس قلم پر جس کے ساتھ میں یہ واقعہ تحریر کر رہا ہوں اور جیسے اس کاغذ پر جس کے اوپر میرا قلم حرکت کر رہا ہے۔ وفات سے ایک سال قبل ڈاکٹر محمد عبدالہادی صاحب نے اسلام کے پانچویں رکن پر عمل کرنے کے لئے بیت اللہ کا دوبارہ سفر اختیار کیا اور یوں الحاج بننے کی سعادت حاصل کی۔

ان کی خود نوشت داستان جس میں انہوں نے اپنے قبول اسلام اور حج کے واقعات درج کئے ہیں اور جو وکالت تبشیر کی طرف سے شائع ہو چکی ہے اتنی دلچسپ اور ایمان افروز ہے کہ گزشتہ سال ایک پاکستانی دوست جو احمدیت میں نئے نئے داخل ہوئے تھے اسے پڑھنے کے لئے لے گئے اور مجھے فون کیا کہ میں نے اسے رات بھی

رات پڑھ ڈالا ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ ہم پیدائشی مسلمانوں سے وہ ایمان میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں اور تو کچھ نہیں کر سکتا ان کے نمونہ کو دیکھ کر اپنے چندے کا وعدہ پہلے سے دوگنا کرتا ہوں یعنی پہلے پچاس مارک کا وعدہ کر گئے تھے۔ اب انہوں نے کہا کہ پچاس سے بڑھا کر سو کر دیا جائے۔

دوسرا نومسلم احمدی وہ جرمن نوجوان ہے۔ جو کسی وقت ہپیوں کا سردار ہوا کرتا تھا اور ان میں وہ کر اس نے وہ تمام مراحل طے کر لئے تھے جو ایک انسان کی اخلاقی جسمانی اور روحانی اقدار کو سلب کرنے کے بعد اسے موت سے ہمکنار کر دیتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے دستِ قدرت سے اس کی راہ نمائی فرمائی اور اسے اس خانۂ خدا کا راستہ دکھایا جو آج سے سترہ سال قبل قلب یورپ میں تعمیر ہو کر بھٹکتی روحوں کے لئے رشد و ہدایت کا سامان مہیا کر رہا تھا۔ میری مراد فرانکفورٹ کی مسجد نور سے ہے۔ یہ نوجوان جب پہلی بار اس مسجد میں پہنچا تو اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں سے وحشت برس رہی تھی اور اس کی قوت جسمانی جواب دے رہی تھی۔ کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ کیونکہ اس قسم کے سینکڑوں افراد یورپ کے شہروں میں گھومتے نظر آتے ہیں۔ معاشرہ ان سے متنفر ہے۔ اور وہ معاشرہ سے متنفر اور شاکی نظر آتے ہیں۔ حکومت ایسے بے گھر۔ بے سرمایہ اور بے یار و مددگار نوجوانوں کے لئے جائے پناہ مہیا کرتی ہے۔ ان کے خورد و نوش کا انتظام اور ان کے علاج معالجہ پر زر کثیر خرچ کرتی ہے۔ پھر بھی وہ ان پناہ گاہوں سے بھاگ بھاگ کر جاتے اور پھر پکڑے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر بڑے اونچے گھرانوں کے چشم و چراغ ہوتے ہیں۔ بعض بڑی اچھی قابلیتوں اور صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ مگر وہ معاشرہ کے بندھنوں سے اپنے آپ کو آزاد کر کے ذہنی اور جسمانی آوارگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یورپ میں ان کی تعداد دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔

یہ نوجوان بھی انہی میں سے ایک سمجھا گیا مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ خدا تعالےٰ کا غیبی ہاتھ اس کی پشت و پناہی کر رہا تھا۔ اسے ہلاکت اور گمراہی کے گڑھے سے نکال کر ایک نئی زندگی بخشنا چاہتا تھا وہ آیا اور آکر اگرچہ واپس چلا گیا۔ مگر اس گمان کے ساتھ کہ اس کی تسکین قلب کا سامان یہاں ہی موجود ہے۔ پھر ۱۹۷۰ء میں جب حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز افریقہ کے دورہ پر جاتے ہوئے فرانکفورٹ میں تشریف فرما تھے۔ وہ اچانک مسجد میں آگیا۔ اور کسی نہ کسی طرح حضور کی ایک جھلک دیکھنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس سے زیادہ نہ وہ کچھ کر سکا۔ اور نہ اس کی ہیئت کذائی اس بات کی اجازت دیتی تھی کہ اسے حضور کے قریب آنے دیا جاتا۔

اس کے بعد سے اس کی آمد و رفت باقاعدگی سے شروع ہو گئی۔ ابتدائی معلومات حاصل کرنے کے بعد اس نے باقاعدہ طور پر اسلام قبول کرنے کی خواہش کی۔ یہ نوجوان جس کا اسلامی نام ہدایت اللہ تجویز کیا گیا۔ بلا کا ذہین نکلا۔ اسلام قبول کرتے ہی اس نے ایک مبسوط مقالہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اس نے ہپی ازم چھوڑ کر کیسے اسلام

قبول کیا۔ یہ مقالہ ادبی اور معنوی اعتبار سے اس پائے کا تھا کہ ایک صوبائی ریڈیو سٹیشن نے اسے تین قسطوں میں نشر کیا۔ بعض اور ریڈیو سٹیشنوں نے اس کے چیدہ چیدہ حصے نشر کئے۔ اس کے عوض اسے دس ہزار مارک ملے جن میں سے پانچ ہزار مارک تو اس نے اسی وقت مختلف چندوں کی صورت میں مسجد میں ادا کر دیئے۔ اور باقی رقم اس کے قول کے مطابق اس نے اپنے سابقہ گناہوں کی تلافی پر خرچ کی۔ اس کی تفصیل معلوم کرنے کی ہم نے کبھی کوشش نہیں کی۔

مسٹر ہدایت اللہ اعلیٰ درجے کا مصنف اور ڈرامہ نویس، بلند پایہ شاعر اور فی البدیہہ تقریر و تحریر میں ید طولیٰ رکھتا ہے۔ اس کے کئی ڈرامے، مقالے اور نظمیں جرمن اخبارات، رسائل اور ریڈیو کے ذریعے منظر عام پر آچکے ہیں۔ اس کی اس قابلیت کی بناء پر آج سے تین سال قبل اسے جرمنی کے سات چوٹی کے فنکاروں میں شمار کیا گیا اور اسے ایک ایسا انعام ملا جو نوبل پرائز کی طرز پر جرمنی میں ہر سال سات بڑے بڑے ڈرامہ نویسوں اور ادیبوں کو دیا جاتا ہے۔

دینی اعتبار سے مسٹر ہدایت اللہ اسلام کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ ۲۸ سالہ یہ صوفی منش نوجوان تیسرے حصے کا موصی ہے۔ اور اگرچہ اس پر بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ جب اس کی جیب میں ایک پیسہ تک نہ تھا۔ مگر ہمارے مسلسل اصرار کے باوجود اس نے اپنے حصہ آمد کی شرح کو کم کرنا گوارا نہیں کیا۔ اور اب تک اسی شرح سے ادا کر رہا ہے۔

نمازوں اور بالخصوص نماز باجماعت مسجد میں آکر ادا کرنے کا اس قدر پابند ہے کہ وہ روزانہ عشاء کی نماز مسجد میں آکر ادا کرتا ہے۔ اور ایک بار میں نے اس کی مصروفیات اور اس کے گھر اور مسجد کی درمیانی طویل مسافت کے پیش نظر اسے مشورہ دیا کہ وہ کبھی کبھی بے شک گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کرے۔ جس پر اس نے مجھے وہ حدیث پڑھ کر سنادی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کو خاص طور پر مسجد میں ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ خلافت سے وابستگی کا یہ عالم ہے کہ جب ۱۹۷۳ء میں حضور نے یورپ میں قیام کے دوران خدام کو سائیکلیں خریدنے کی تحریک فرمائی تو اس نے فوراً ایک سائیکل خرید لی اور گھر سے ۶ میل کا فاصلہ ٹرام کی بجائے سائیکل پر کرنے لگا۔ اور پھر شدید ہر مالی تحریک میں وہ پیش پیش ہے۔ تحریکات جدید اور جوبلی فنڈ کے وعدوں میں تو سب سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ کسی کو آگے بڑھنے نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ اسے زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔

یہ ہیں وہ سفید روحانی پرندے جو حضرت مسیح موعودؑ کو رؤیا میں دکھائے گئے۔ اور جو اب اپنے آپ کو اس الٰہی سلسلہ کے ساتھ وابستہ کر کے آسمان روحانیت کی بلندیوں میں پرواز کر رہے ہیں۔ یہ ہیں وہ یورپ کے اہل دانش جو اپنی گردنوں سے تثلیث کا جوا اتار کر دل و جان سے چشمۂ توحید پر نثار ہیں۔ اللھم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد۔

از جناب مولوی بشارت احمد صاحب بشیر

لین دین کے بارے میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ (سورۃ البقرہ آیت ۲۸۱)

اے ایماندارو جب تم کسی دوسرے سے مقررہ میعاد کے لئے قرض لو تو اسے لکھ لو۔

ناداری اور تنگ دستی بعض اوقات انسان کو سوال کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ یا ایسے قرض لینے پر آمادہ کرتی ہے جس کی ادائگی کی پختہ موقت نیت نہ ہو۔ سرسری طور پر خیال کر لیا جاتا ہے کہ جب ہوگا دے دینگے یہ دونوں کام ٹھیک نہیں۔ صبر کریں اللہ تعالےٰ سے سوال کریں کوئی کام بہت ہی تھوڑی آمد کا ہو کریں۔ جو ملے اس پر قناعت کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

القناعۃ کنزٌ لا ینفد

قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی ختم ہونے کو نہیں آتا۔

اس تاریخی واقعہ کو کون فراموش کر سکتا ہے۔ کہ سرور دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جزیرہ عرب کے تاجدار بن چکے ہیں۔ لیکن جب اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑے ہو کر آپ کے اوصاف یوں بیان فرماتی ہیں۔

یا من لم یلبس الحریر و لم ینم علی الفرش الوثیر یا من خرج من الدنیا و لم یشبع بطنہ من خبز الشعیر یا من اختار الحصیر علی السریر یا من لم ینم طول اللیالی من خوف السعیر (درۃ الناصحین)

میں اس ذات سے مخاطب ہوں جس نے نہ دنیا میں کبھی ریشم پہنا اور نہ ہی نرم بستر پر سوئے بالآخر اس دنیا سے چل بسے اور کسی دن بھی انہوں نے جَو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ ہاں وہ مبارک ذات جس نے چٹائی کو اپنا بچھونا بنایا اور عذاب کے خوف سے راتوں کا اکثر حصہ جاگ کر گذارا۔

یہ آپ کی رفیقۂ حیات کی گواہی ہے۔ جو دل کی گہرائیوں سے نکلی ہے۔ آپ عرب کے تاجدار ہیں۔ لیکن صبر و قناعت کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اور عملی نمونہ سے اپنی امت کو صبر و قناعت کا درس دیتے ہیں۔

یہ دنیا دار المحن ہے عسر کے ساتھ یسر ہے۔ دکھ کے ساتھ سکھ ہے تنگی کے ساتھ کشائش ہے۔ ہر دو حالتیں خدا تعالیٰ کی ہی پیدا کردہ ہیں۔ انسان پر جو تکلیف آتی ہے وہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بطور سزا کے دوسری بطور اصطفاء کے دونوں مفید ہیں۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ پہلی تکلیف انسان کے اپنے اعمال اور گناہوں کے نتیجہ میں آتی ہے اور دوسری ترقی مدارج کے لئے۔ پہلی تکلیف کے بعد گناہوں سے معافی ملتی ہے۔ اور اصلاح ہوتی ہے اور دوسری کے بعد مرتبے کی ترقی ہوتی ہے۔ ان ہر دو کی مثال یوں سمجھئے کہ چور جب چوری کرتا ہے تو شاہی حکم سے قید خانہ میں جاتا ہے۔ اور تکلیف اٹھاتا ہے۔ اور سپاہی بھی شاہی حکم سے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر چور کو گرفتار کرتا ہے۔ چور ذلت بدنامی اور قید کا دکھ اٹھا کر اصلاح کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور سپاہی کو عزت نیک نامی اور ترقی ملتی ہے۔ دکھ نیکوں کو بھی ہوتا ہے۔ اور بدوں کو بھی مگر دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ بد اپنی بداعمالیوں، بداخلاقیوں، اور بدنیتیوں سے بطور سزا کے دکھ اٹھاتا ہے۔ اور نیک تقرب الی اللہ کے لئے طرح طرح کے مجاہدات کر کے دکھ اٹھاتا ہے جو بڑے ہیں ان کا دکھ بھی بڑا ہوتا ہے۔ عام لوگ اپنی جان اور اپنے عیال کا دکھ اٹھاتے ہیں اور اللہ کے رسول ایک جہان کا دکھ اٹھاتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ما اُوذِیَ النَّبِیّ مثل ما اُذِیت۔ کسی نبی کو ایسا دکھ نہیں دیا گیا جیسا مجھے دکھ دیا گیا ہے۔

اگر انسان تقوےٰ اور صبر و قناعت سے کام لے۔ تو اللہ تعالیٰ برکت اور کشائش بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔

جس کا اللہ ساتھ دے اس کی خوشحالی کیسی شان کی ہوگی۔ پھر فرمایا

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

اس آیت شریف کی مختصر تفسیر یہ ہے کہ اپنی امیدگاہ اللہ ہی کو بنائیں اور ماسوا پر بھروسہ نہ کریں۔ کہتے ہیں شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانہ میں ابدالوں نے دعا کی کہ ہم کو اس زمانہ کے غوث کی زیارت ہو چنانچہ ایک دن حضرت غوث اعظم ان کے پاس اچانک تشریف لائے۔ تعارف کے بعد ابدالوں نے عرض کی کہ یا حضرت ہم کو کوئی نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا سوال نہ کیا کرو۔ ابدالوں نے عرض کی ہم تو کبھی بھی سوال نہیں کرتے آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میرا مطلب یہ ہے کہ دل میں کسی سے سوال نہ کیا کرو۔ یعنی اپنے دل میں اللہ کے سوا کسی پر امید

یا بھروسہ نہ رکھو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللھم انی اعوذ بك من الماثم والمغرم ۔کسی نے آپ سے دریافت کیا حضور آپ اس کثرت سے قرض سے بچنے کے لئے کیوں دعا مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ وَكَذِبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ (بخاری)

یعنی انسان جب مقروض ہوتا ہے تو بات بات میں جھوٹ بولتا ہے۔ ادائیگی کا وعدہ کرتا ہے لیکن عہد شکنی کرتا ہے۔

اسی طرح ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لائے تو آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ابوامامہ انصاری بیٹھے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ اے ابوامامہ نماز کا وقت تو نہیں ہوا۔ آپ یہاں کیسے بیٹھے ہیں؟ تو آپ نے جواباً عرض کی ھموم لزمتنی ودیون یا رسول اللہ۔حضور تفکرات نے آگھیرا ہے۔اور قرضوں کی ادائیگی نے پریشان کر رکھا ہے۔آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسی دعا نہ سکھلاؤں جس سے تمہارے غم دور ہو جائیں اور قرضے بھی ادا ہو جائیں۔ اس پر ابوامامہ نے عرض کی حضور کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو۔

اللھم انی اعوذبك من الھمّ والحزن واعوذ بك من العجز والکسل واعوذ بك من الجبن والبخل واعوذ بك من غلبة الدین وقھر الرجال۔

ابوامامہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر باقاعدہ عمل شروع کر دیا تو اللہ تعالےٰ نے میرے قرض بھی اتار دیئے اور تمام تفکرات بھی دور ہو گئے۔ (ابوداؤد)

وقت کی قلت مانع ہے ورنہ میں اس دعائے ماثورہ کی دل کھول کر وضاحت کرتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس دعا کے ورد سے ابوامامہ کے ہموم وغموم دور ہوئے اور وہ قرض کے بارگراں سے سبکدوش ہوئے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ دعائے ماثورہ صرف ایک دعا ہی نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔اور ایک پاکیزہ اور پُرسکون زندگی بسر کرنے کے لئے آپ نے آٹھ چیزوں سے پناہ کی ہدایت فرمائی ہے۔

ھمّ وحزن۔ ھمّ سے مراد وہ مصائب وتفکرات ہیں جن کے ضرر کا اندیشہ متوقع ہو اور حزن سے مراد گزشتہ واقعات کی یادیں ہیں جو انسان کو بے چین کر دیتی ہیں۔

تیسری اور چوتھی چیز عجز اور کسل ہے۔ عجز سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کے حصول کی خواہش ہو مگر اس کے حاصل کرنے کا سامان نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص اپنی ذاتی قابلیت کی بناء پر ایک چیز ایجاد کرنی چاہتا ہے لیکن اس کے پاس سرمایہ نہیں جس سے وہ اپنا مقصد حاصل کر سکے۔ کسل سے مراد یہ ہے کہ تمام اسباب اور ذرائع مہیا ہیں۔ لیکن وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔

پانچواں جُبن ہے جس سے مراد جرأت کا فقدان ہے اور چھٹا بخل ہے۔ اس سے مراد جائز ضرورتوں پر مال خرچ کرنے سے دستکش رہنا ہے۔ ساتواں غلبۃ الدین ہے یعنی قرضوں کا غلبہ جس سے دلی سکون جاتا رہتا ہے۔ قہر الرجال کے الفاظ میں یہ بتایا گیا ہے کہ مقروض کو قرض کی وجہ سے بعض اوقات ذلت وخواری کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ پس ہر وہ شخص جو ان آٹھ چیزوں سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگے گا۔ خدا تعالےٰ یقیناً اسے ان مکروہات سے محفوظ رکھے گا۔ اور اس کے لئے باعزت زندگی گزارنے کے سامان فراہم کرے گا۔

مذہب اسلام نام ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بجالانے کا۔ معاملے کی صفائی آدھا دین ہے۔ جو شخص حقوق العباد ادا کرتا ہے۔ وہ یقیناً اپنا نصف دین محفوظ کر لیتا ہے۔ اسلام میں بلا ضرورت قرض لینے کو مذموم اور بُرا قرار دیا گیا ہے۔ خصوصاً ایسے قرض کو جو اس کی ادائیگی کی کوئی نیت نہ ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرض لیتے اور میعاد کے اندر اس کو ادا کرتے تھے۔ بلکہ آپ اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس کے متعلق معلوم ہوتا کہ وہ قرض دار ہے۔ ایک دفعہ ایک مقروض شخص کی میت کے بارے میں فرمایا صلوا علیٰ صاحبکم کہ تم اس کی نماز جنازہ پڑھو مگر مجھے اس میں شریک نہ کرو۔ ہاں روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ جب آپ کی اقتصادی حالت بہتر ہو گئی۔ تو آپ نے ایسی مقروض میت کا قرضہ خود اپنی جیب سے ادا کیا۔

شہید کا درجہ کتنا بلند ہے جس کے بارے میں قرآن پاک فرماتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ
لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

کہ جنہوں نے خدا تعالےٰ کی راہ میں جام شہادت نوش کیا انہیں مردہ مت کہو کہ وہ ہمارے حضور زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں سمجھتے۔

بایں ہمہ جہاں شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کا قرض معاف نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب صحابہؓ سفر جہاد پر نکلتے تو اپنے عزیز و اقارب کو یہ وصیت کر جاتے کہ اگر وہ خدا کے راستہ میں کام آئے

تو ان پر جو قرضہ ہے وہ ادا کر دیں۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قبل مسلمانوں پر جو افلاس اور مالی تنگدستی کے دور آئے جس کی بدولت انہوں نے کس مپرسی کی حالت میں اپنی حیات کے گراں قدر لمحات گزارے ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پاکستان بننے کے بعد دولت کی ریل پیل تو ہوگئی۔ لیکن دلوں کا سکون اور اطمینان جاتا رہا۔ دولت باعث وبال بن گئی۔ اگر کمانا سیکھا بھی تو خرچ کرنا نہ آیا۔ صحابہ کرام میں بڑی نامور شخصیتیں مثلاً حضرت بن عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زیدؓ، سعد بن ابی وقاص وغیرہم دولت مند تھے۔ لیکن کبھی ہم نے یہ سوچا بھی ہے کہ ان کی دولتمندی کا کیا راز تھا۔ ان کی دولتمندی کا تمام تر راز برکت تھا۔ برکت اس وجہ سے بھی تھی کہ وہ اپنی دولت کو جائز ضروریات میں صرف کرتے نہ کہ لہو ولعب اور عیاشی پر جس کا نتیجہ سوائے ذلت ورسوائی کے کچھ نہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس سے قرضہ لیتے تو ادائگی کے وقت کچھ زیادہ ہی دیتے۔ بخاری کی روایت ہے کہ ایک بدو جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹ لیا تھا اس نے بڑی سختی سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ صحابہ کرام کو بدوی کا یہ طور وطریق ناگوار گزرا۔ اور انہوں نے اسے سرزنش کرنی چاہی مگر آپ نے فرمایا دعوہ فان لصاحب الحق مقالاً۔ چنانچہ اس بدوی کو اس کے اونٹ سے بڑھ کر دیا گیا آپ نے فرمایا فان خیرکم احسنکم قضاءً تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرض کی ادائیگی کے وقت کچھ زیادہ ہی دیتا ہے۔

میرے بزرگ انصار بھائیو! آؤ ہم مل کر عہد کریں کہ جس سے جو لیں پورا پورا ادا کریں۔ ایک ذرّہ بھر حق نہ ماریں وعدہ پورا کریں جو عہد کریں اس کی پابندی کریں۔ جو قرض لیں اس کی ادائگی وقت مقررہ پر یا اس سے پہلے کریں۔ اگر ہم میں سے کوئی صاحب کنسٹرکشن ہوں تو مزدوری پہلے طے کریں۔ تاکہ پیچھے اجرت پر جھگڑا نہ ہو کام لینے کے وقت یہ کہہ دینا کہ جو چاہو گے دے دینا خوبی نہیں خرابی ہے۔ آپ کے خیال میں روپیہ ہو اور وہ آٹھ آنے بھی زیادہ سمجھتا ہو۔ تو بعد میں فیصلہ کس طرح ہوگا اس لئے ان تنازعات سے بچنے کے لئے محنت و مزدوری کا فیصلہ کام مکمل ہونے سے پیشتر ہو جانا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آخری ایام میں جب آپ کا وصال ہوا، آپ لاہور تھے، آپ شام کو ٹانگے پر سیر کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وفات سے قبل آپ کی جو آخری سیر تھی آپ نے ٹانگے والے سے فرمایا کہ اس وقت میری جیب میں ایک روپیہ ہے اسی کے اندر ہمیں سیر کروا دیں۔ پس اگر مزدور سے پہلے ہی مزدوری طے کر لیں تو جھگڑا ہی پیدا نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرض لینے پر بڑی احتیاط برتتے

تھے۔ جہاں تک میرا مطالعہ ہے۔ آپ نے اپنی ذاتی استعمال کی چیزوں کے لئے کبھی قرض نہیں لیا جب کبھی بھی آپ نے قرض لیا وہ دینی اغراض کے لئے تھا۔ سراج منیر کی طباعت کے وقت آپ کو روپے کی ضرورت محسوس ہوئی آپ نے حضرت منشی رستم علی صاحبؓ کو لکھا کہ جو کچھ آپ نے ایک سال کے وعدے پر تین سو روپیہ دینا کیا ہے دے دیں۔ لیکن اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ یہ وعدہ اس تاریخ سے ہو کہ جب سراج منیر چھپ کر تیار ہو جائے۔ کیونکہ سراج منیر کی چھپائی کا کام پانچ چھ ماہ تک ختم ہو گا۔ چونکہ یہ روپیہ سراج منیر کی ہی فروخت سے نکالا جائے گا اس لئے صرف چھ ماہ کا عہد خطرناک ہے ایسا ہونا چاہیئے کہ ایک سال پر چھ ماہ اور زائد کئے جاویں۔ اسی طرح آپ حضرت نواب محمد علی صاحب کو تحریر فرماتے ہیں :-

"چونکہ اس عاجز نے پانچ سو روپیہ آنحب کا قرض دینا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ کیا باقی رہ گیا ہے اور قرضے کا ایک نازک اور خطرناک معاملہ ہوتا ہے۔ میرا حافظہ اچھا نہیں یاد پڑتا ہے کہ پانچ برس میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور کتنے برس گزر گئے ہوں گے۔ اور عمر کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ کس قدر میعاد باقی رہ گئی ہے تاحتی الوسع اس کا فکر رکھ کر بتوفیق باری تعالیٰ میعاد کے اندر اندر ادا ہو سکے۔ اور اگر ایک دفعہ ادا نہ ہو سکے تو کئی دفعہ میعاد کے اندر بھیج دوں امید ہے کہ جلد اس سے مطلع فرمائیں گے۔ تا میں اس فکر میں لگ جاؤں۔ کیونکہ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوش ہو جائے۔" (مکتوب احمد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا والا نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو قرض کی ادائیگی کا میعاد کے اندر ادا کرنے کا کس شدت کے ساتھ احساس تھا۔

قرآن شریف سے لین دین کے بارے میں مندرجہ ذیل امور کا استنباط ہوتا ہے۔

۱۔ قرض لو تو اس کی ادائیگی کا وقت مقرر کر لو۔

۲۔ روپیہ کا لین دین ضبط تحریر میں لاؤ

۳۔ کاتب کوئی اور شخص ہو۔

۴۔ روپیہ لینے والے کو چاہیئے کہ وہ خود تحریر لکھوائے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۴۴ پر)

جناب صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب قائد ذہانت و صحت جسمانی

انصار اللہ اور صحت جسمانی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قسم کے قویٰ عطا فرمائے ہیں ایک روحانی قویٰ دوسرے جسمانی قویٰ میرے اس مختصر سے مضمون کا تعلق جسمانی قویٰ سے ہے۔ انسان کے جسم کی مثال ایک مشین سے دی جا سکتی ہے۔ انسان کی بنائی ہوئی مشین کے کل پرزے ایک محدود حد تک ہوتے ہیں۔ مگر انسانی جسم کی مشینری نہایت پیچیدہ ہے۔ اور اس کے کام کے سب رازوں کی تہ تک ابھی تک انسان نہیں پہنچ سکا یہی وجہ ہے کہ انسان جب کسی پیچیدہ مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو ماہر سے ماہر ڈاکٹر بھی بے بس ہو جاتے ہیں جس طرح عام مشینوں میں ہوتا ہے کہ پرانی ہو کر وہ پورا کام نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح انسانی جسم کی مشینری جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے۔ اپنی قوت کھوتی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ومن نعمّرہ ننکّسہ فی الخلق۔ یعنی جس کو ہم عمر میں بڑھاتے جاتے ہیں جسمانی طاقتوں میں کمزور کرتے جاتے ہیں۔ جوانی میں انسان جو کام کر سکتا ہے وہ بڑی عمر میں نہیں کر سکتا۔ الا ماشاء اللہ۔ انسان کی صحت کو بحال رکھنے کے لئے اسلام نے ہمیں تدبیریں بتائی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ غذا میں اعتدال سے کام لینا۔

۲۔ جسم کے اعضاء اور عضلات کو تندرست رکھنے کے لئے مناسب ورزش کرنا۔

۳۔ وبائی بیماریوں سے بچنے کے لئے تدابیر کرنا۔

۴۔ ۲۴ گھنٹے میں مناسب آرام کرنا۔

۵۔ جسم کی صفائی رکھنا۔

۶۔ اطمینان قلب کا حاصل ہونا۔

انصار اللہ کے لئے اوپر کی بیان کی ہوئی تدابیر کے سلسلہ میں خاکسار عرض کرتا ہے کہ

اوّل۔ غذا میں اعتدال سے کام لینا ضروری ہے۔ انصار اللہ کی عمر میں ضروری ہے کہ غذا مناسب کھائی جائے اور کم کھائی جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ کھانا اس وقت چھوڑ دو جبکہ بھوک ابھی باقی ہو۔ آپ کے اس

ارشاد میں بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ کیونکہ اگر غذا کم کھائی جائے گی تو ہضم کے اعضاء پر بوجھ نہیں پڑے گا اور جسم میں فاسد مادے پیدا نہیں ہوں گے۔ یہی فاسد مادے جب زیادہ پیدا ہو جائیں تو دل کی بیماریاں اور نقرس اور ذیابیطس جیسی امراض ہو جاتی ہیں۔ میرے ایک ڈاکٹر دوست۔ جو غیر از جماعت ہیں نے ایک دفعہ مجھ سے ذکر کیا کہ ان کے والد اس ارشاد نبوی پر پوری طرح کاربند تھے۔ اور ان کی عمر اسی سال کے قریب تھی۔ مگر جوانوں کی سی صحت رکھتے تھے اور خوب سیر وغیرہ اور دوسرے کام کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی روایات ہیں کہ آپ بہت کم خور تھے۔

لہذا سب سے ضروری بات انصار اللہ کے لئے یہ ہے کہ وہ کم خوری کی عادت ڈالیں اور دوسری ضروری بات یہ ہے کہ حسب استطاعت خوراک میں تناسب کا خیال رکھیں۔ یعنی کچھ گوشت کچھ سبزیاں اور کچھ روٹی وغیرہ۔ گھی کا استعمال کم سے کم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے زیادہ استعمال سے ۴۰ سال کی عمر کے بعد خون میں ایسے فاسد مادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو بڑھتے بڑھتے خون کی وریدوں کو سخت کر دیتے ہیں۔ اور دل کی بیماری اور بلڈ پریشر کے زیادہ ہو جانے کا خطرہ ہو جاتا ہے۔

دوسری ضروری چیز مناسب ورزش باقاعدگی سے کرنا ہے۔ ۴۰ سے ۵۰ سال کی عمر تک انسان عام ورزش باقاعدگی سے کر سکتا ہے۔ یہ ورزش ڈنڈ پیلنے بیٹھکیں نکالنے اور دوسری عام ورزشوں کی شکل میں ہو سکتی ہیں۔ اس کے لئے صبح کا وقت بہت موزوں ہے۔ اگر کسی وجہ سے صبح نہ ہو سکتی ہوں۔ تو پھر بعد نماز مغرب کھانے سے قبل ہو سکتی ہیں۔ ان ورزشوں کے ساتھ ساتھ پیدل چلنا یا سائیکل سواری کرنا یا گھوڑ سواری کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے جسم کے تمام فاسد مادے ختم ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل کی بیماریاں بلڈ پریشر، ذیابیطس، نقرس وغیرہ سے بھی حفاظت ہو جاتی ہے۔ جسم کی حالت کو کام کے لئے اور عبادات کے لئے صحت مند رکھنے کے لئے ورزش نہایت ضروری ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آخری عمر تک ورزش فرماتے رہے یعنی گھوڑے کی سواری وغیرہ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری دم تک صبح کی لمبی سیر فرماتے رہے۔ تو کیا ہم اراکین انصار اللہ کے لئے ضروری نہیں کہ ہم بھی آپ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے ورزش باقاعدگی سے کریں۔ کیونکہ ورزش سے جسم میں توانائی پیدا ہوتی ہے اور جس کے جسم میں توانائی ہو وہی اپنے روحانی فرائض یعنی عبادات وغیرہ صحیح طور پر بجا لا سکتا ہے۔ آپ احباب بخوبی جانتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کی غرض اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ پھر کیوں ہم کوشش نہیں کرتے کہ اپنے جسموں کو ایسا بنائیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صحیح طور پر کر سکیں۔

تیسری ضروری بات وبائی اور متعدی بیماریوں سے بچنا ہے۔ کیونکہ اگر وبائی یا متعدی بیماری کسی کو ہو جائے

تو وہ اس کے جسم پر ایک مستقل اثر کمزوری کا چھوڑ جاتی ہے۔ ان بیماریوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ موسم پر وبائی اور متعدی بیماریوں سے حفاظت کے لئے ٹیکے کروائے جائیں۔ جہاں کہیں کوئی وبائی یا متعدی بیماری پھیلے اس جگہ جانے سے پرہیز کیا جائے۔ پانی اُبال کر ٹھنڈا کر کے استعمال کیا جائے۔ کچے اور زیادہ پکے ہوئے پھلوں سے پرہیز کیا جائے۔ بازار کی بکی ہوئی چیزوں کو استعمال نہ کیا جائے۔ گھروں کو صاف ستھرا رکھا جائے۔ اور غلاظت و گندگی کے ڈھیر نہ کئے جائیں بلکہ ان کو جلا دیا جائے۔ گھروں میں مکھیوں اور مچھروں کی افزائش کو روکنے کے لئے جرم کش دوائیں استعمال کی جائیں اور گھروں میں کھانے کی اشیاء کو ڈھانک کر رکھا جائے۔

چوتھی بات جو صحت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے وہ ۲۴ گھنٹے میں مناسب وقت کے لئے آرام کرنا ہے۔ انصار اللہ کی عمر میں آکر رات کے وقت کم از کم چھ گھنٹے کی نیند ضروری ہے اور دوپہر کے کھانے کے بعد ایک گھنٹہ آرام کرنا ضروری ہے۔ کھانے کے بعد آرام کرنا اس لئے ضروری ہے۔ کہ معدہ کے ہضم کا فعل ٹھیک رہے اور اس کے لئے جس دوران خون کی ضرورت ہے وہ دل کے ذریعہ اس کو پہنچتا رہے۔ کیونکہ اگر کھانے کے بعد جسمانی ورزش کی جائے تو دوران خون معدہ کی بجائے عضلات کی طرف زیادہ ہوگا جس کا نتیجہ بدہضمی کی شکل میں ظاہر ہوگا اور جسم میں فاسد مادے پیدا ہوں گے جو دل اور رو زیدول پر بُرا اثر ڈالیں گے۔

پانچویں ضروری بات انسانی جسم کی صفائی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صفائی پر بہت زور دیا ہے کیونکہ اگر جسم کی صفائی نہ ہوگی تو جراثیم پیدا ہوں گے اور وہ صحت پر بُرا اثر ڈالیں گے۔ جسم کی صفائی کے لئے ضروری ہے کہ باقاعدگی سے غسل کیا جائے۔ کپڑے صاف رکھے جائیں۔ غریب سے غریب آدمی بھی اگر چاہے تو کپڑے صاف رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی کو صابن میسر نہیں۔ تو وہ صرف پانی سے کپڑے دھو سکتا ہے۔ اور اس طرح سے اکثر میل اور گندگی کپڑوں سے دور ہو سکتی ہے۔ سب سے اہم چیز جو جسم کی صفائی کے لئے ضروری ہے وہ دانتوں کی صفائی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں یہ نہ سمجھتا کہ میری امت پر بوجھ پڑ جائے گا۔ تو میں ہر دعتو کے ساتھ اس کو مسواک کرنے کی ہدایت کرتا۔ یہ کتنا واضح اور حسین ارشاد ہے کیونکہ انسان کی اکثر بیماریاں دانتوں کی خرابی جس کے نتیجہ میں معدہ کی خرابی اور دوسرے عوارض پیدا ہوتے ہیں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ پس دانتوں کی صفائی کا خاص خیال رکھنا صحت کو برقرار رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ہر کھانے کے بعد نہیں تو کم از کم دن میں دو بار دانت برش یا مسواک سے صاف کرنے ضروری ہیں۔ برش یا مسواک کرتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ اس کی حرکت مسوڑھوں

سے دانتوں کی طرف ہو۔ یعنی اوپر کے دانتوں کے لئے اوپر سے نیچے اور نچلے دانتوں کے لئے نیچے سے اوپر کی طرف حرکت ہو اس طرح دانتوں کے درمیان جو ذرات پھنسے ہوں گے وہ نکل جائیں گے اور مسوڑھوں کی مالش بھی ہو جائے گی۔ جس سے وہ صحت مند حالت میں رہیں گے۔

چھٹی اور سب سے اہم بات جو صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے وہ اطمینانِ قلب ہے اگر اطمینانِ قلب نہ ہو تو اس کا دل پر اور دوسرے اعضاء پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اور انسان کو مہلک بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ اطمینانِ قلب کس طرح حاصل ہو اس کا نسخہ خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں بتا دیا ہے۔ یعنی اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ یعنی دل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی اطمینان حاصل کر سکتے ہیں۔ ذکر میں نمازوں کی ادائیگی، قرآن کریم کو سمجھ کر اس کی تلاوت کرنا تسبیح و تحمید اور استغفار کرنا اور دعائیں کرنا شامل ہے۔ پس یہ ضروری ہے کہ جہاں ہم روحانی بلندیوں کے لئے ذکر میں محو رہیں وہاں اطمینانِ قلب کے لئے بھی ذکر میں مشغول رہیں۔ ذکر ہی ایک ایسا حربہ ہے جس سے ہم روحانی غذا حاصل کرتے ہیں اور اطمینانِ قلب حاصل کر کے جسم کو صحت مند بناتے ہیں۔ وما توفیقنا الا باللہ

پس اے میرے انصار بھائیو! اپنے اس مختصر سے مضمون میں میں نے صحت کو برقرار رکھنے کے لئے کچھ کہنے کی کوشش کی ہے اور اس امید اور یقین کے ساتھ یہ کوشش کی ہے کہ آپ اور یہ عاجز خود بھی ان اصولوں پر چلنے کی کوشش کریں گے۔ اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ دعائیں بھی کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے بہتر نتائج ہمارے حق میں ظاہر فرمائے۔ ہماری صحتیں اپنے خاص فضل سے ٹھیک رکھے۔ اور اپنے جملہ حقوق اور حقوق العباد بجالانے کی خاص طور پر توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ ہم حقیر لاشئے محض بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔

آمین یارب العالمین آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ جلسہ ایسا تو نہیں کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحتِ نیت اور حسنِ ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اس کے ہیچ!"

(شہادۃ القرآن اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء)

لین دین کے بارے میں آنحضرتؐ کا اسوہ حسنہ (بقیہ ص ۴۳)

۵۔ لکھواتے وقت وہ کوئی چیز اس قرض میں سے کم نہ کرے بلکہ اسے صحیح صحیح لکھوائے۔

۶۔ فان کان الذی علیہ الحق سفیہاً او ضعیفاً اولا یستطیع ان یمل ھو فلیملل ولیہ بالعدل۔ اگر کوئی بے سمجھ ہو کمزور ہو۔ یعنی بچہ ہو اور پڑھا لکھا نہ ہو تو اس کا ولی مقرر ہو جو عدل و انصاف کے ساتھ ملکی قوانین کے مطابق وہ تحریر لکھوائے۔

۷۔ دو گواہ ہوں جو فریقین کے پسندیدہ ہوں۔

۸۔ اگر دو مرد گواہ نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ مقرر کرلو۔

۹۔ جب گواہوں کو گواہی کے لئے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔

۱۰۔ جب گواہوں کو طلب کیا جائے تو ان کی سہولتوں کا خیال رکھا جائے۔ کاتب اگر اجرت پر لکھتا ہے تو اسے اس کی اجرت ادا کرو۔

یہ تمدنی احکام ہیں جن پر ہمارے معاشرے کا انحصار ہے۔ جو قوم اپنے لین دین کے معاملات میں احتیاط سے کام نہیں لیتی وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے آمین۔

حقیقی پاکیزگی کیلئے تین امور

"حقیقی پاکی تب حاصل ہوتی ہے جب انسان گندی زندگی سے توبہ کرکے ایک پاک زندگی کا خواہاں ہو۔ اور اس کے حصول کے لئے صرف تین باتیں ضروری ہیں۔

۱۔ ایک تدبیر اور مجاہدہ کہ جہاں تک ممکن ہو گندی زندگی سے باہر آنے کی کوشش کرے۔

۲۔ اور دوسری دعا کہ ہر وقت جناب الٰہی میں نالاں رہے تا وہ گندی زندگی سے اپنے ہاتھ سے اس کو باہر نکالے۔ اور ایک ایسی آگ اس میں پیدا کرے جو بدی کے خس و خاشاک کو بھسم کردے۔

۳۔ تیسرا طریق صحبت کاملین و صالحین ہے کیونکہ ایک چراغ کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۲)

فیصلہ جات شوریٰ انصار اللہ بابت سال ۱۳۵۶ ہش / ۱۹۷۷ء

سفارش شوریٰ جو حضور ایدہ اللہ نے منظور فرمائیں	تجاویز
یہ تجویز ناقابل عمل ہے شوریٰ حسب ذیل ترمیم منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔ ہر ناظم اعلیٰ / ضلع اپنے علاقہ / ضلع کا جائزہ لے کر رپورٹ کرے کہ کون کون سی مجالس زیادہ سست اور قابل تربیت ہیں تا مرکز انہیں پر مناسب کارروائی کر کے تربیتی وفود بھجوانے کا انتظام کر سکے۔ اور ان مجالس کی بیداری ہو سکے۔	**قیادت عمومی۔** انصار اللہ ایک ذیلی تنظیم ہے۔ اس کی طرف کم توجہ دی جا رہی ہے۔ اس کے احاطہ اثر کو زیادہ سے زیادہ منظم بنانے کے لئے اراکین مجالس کو بیدار کرنے کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ بعض جگہوں پر تو خاصا جمود ہے۔ لہذا تجویز کیا جاتا ہے کہ ان کے حالات کے مدنظر ہر سہ ماہی میں ایک مرکزی تربیتی وفد جو کم از کم دو تجربہ کار اور ذی اثر احباب پر مشتمل ہو ضلع کی ہر تحصیل میں کم از کم پانچ دن ناظم انصار اللہ ضلع کی تجویز کردہ مجالس میں دورہ کرے۔ محترم مربی صاحب ضلع بھی اس وفد کے ممبر شمار ہوں۔ اس وفد کا عرصہ قیام دس دن کا ہو۔ تاکہ وہ ضلع کی دو تحصیلوں میں آسانی سے دورہ کر سکے۔ یہ حکم ایک مستقل لائحہ عمل کی صورت میں ہو عارضی نہ ہو۔ (نظامت ضلع سیالکوٹ)
شوریٰ نے اس تبدیلی کے ساتھ منظور کرنے کی سفارش کرتی ہے کہ جو صحابہ بقید حیات ہیں ان کے فوٹوز اور کوائف معلوم کرنے کے لئے مرکز ناظمین اعلیٰ / اضلاع کو لکھے۔	مجلس مرکزیہ نے ایک سال (غالباً ۱۹۶۰ء میں) اس امر کی کوشش کی تھی کہ صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایات و حالات انکی آواز میں ریکارڈ کئے جائیں اور انکے فوٹو بھی حاصل کئے جائیں چنانچہ اس سلسلہ میں ۶۳ صحابہؓ کی آواز کا ریکارڈ تیار کیا گیا اور ۲۱۱ صحابہؓ کے فوٹو حاصل کئے گئے جو دفتر میں محفوظ ہیں۔ اور خاکسار یہ تجویز کرتا ہے کہ مجالس میں یہ تحریک کی جائے کہ جہاں جہاں کوئی صحابی بقید حیات ہوں انکے فوٹو اور کچھ حالات و روایات جلد از جلد قلمبند کر کے

دفتر میں ان کا ریکارڈ کیا جائے اور جو صحابہ فوت ہو گئے ہیں ان کے عزیزوں سے درخواست کی جائے کہ ان کے فوٹو معہ کوائف (تاریخ بیعت وغیرہ) حاصل کر کے دفتر انصاراللہ کو بھجوائیں تاکہ یہ تاریخی ذخیرہ محفوظ ہو جائے۔ (قیادت تعلیم مرکزیہ)

اگر مطلوبہ انتخابات تین ماہ کے اندر کوشش کے باوجود عمل میں نہ آسکیں تو شوریٰ سفارش کرتی ہے کہ صدر مجلس کی طرف سے نامزدگی کر دی جائے۔

موجودہ دستور کے مطابق اس وقت ناظمین اعلیٰ (علاقہ) اور ناظمین اضلاع کا انتخاب ہر تین سال بعد عمل میں آتا ہے چونکہ انتخاب کے منعقد ہونے میں غیر معمولی تاخیر ہو جاتی ہے بلکہ بعض حالات میں کورم پورا نہ ہو سکنے کی وجہ سے ایک سال سے زائد عرصہ انتخاب کے منعقد ہونے میں لگ جاتا ہے اور اس سے کام بھی متاثر ہوتا ہے، لہذا تجویز کیا جاتا ہے کہ آئندہ سے ان ہر دو عہدہ جات کے لئے صدر محترم کی طرف سے نامزدگی کا طریق جاری کیا جائے جو شروع عرصہ میعاد میں ہی عمل میں آجائے اور قاعدہ دستور اساسی ۴۹، ۱۳۷-۱۳۸-۱۴۰ اور ۱۵۳ د ۱۵۱-۱۵۲، ۵۴ میں ترمیم کی جائے۔
(نظامت ضلع لائل پور)

شوریٰ منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔

قیادتِ تعلیم ۔ ۱۹۷۲ء میں مجلس شوریٰ میں یہ تجویز پاس ہوئی تھی کہ ناظمین اضلاع اور زعماء انصاراللہ کے لئے امتحان انصاراللہ لازمی قرار دیا جائے بعد اضافہ مکمل تجویز یہ ہوگی۔ ناظمین اعلیٰ، ناظمین اضلاع زعماء اعلیٰ اور زعماء کے لئے امتحان انصاراللہ لازمی قرار دیا جائے۔ (نظامت ضلع لائل پور)

قیادتِ مال ۔ بجٹ آمد و خرچ برائے سال ۵۶-۱۳۵۵ ہجری / ۷۷-۱۹۷۶ء پیشِ خدمت ہے۔

شوریٰ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق آئندہ سال کے لئے آمد و خرچ کا بجٹ منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔

چندہ مجلس	۱,۸۰,۰۰۰
" سالانہ اجتماع	۳۰,۰۰۰
" اشاعت لٹریچر	۱۰,۰۰۰
" ماہنامہ انصاراللہ	۱۷,۰۰۰
متفرق آمد	۲,۰۰۰
میزان	۲,۳۹,۰۰۰

مجلس انصار اللہ نائیجیریا کا چوتھا سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ نائیجیریا کا چوتھا سالانہ اجتماع محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی خاص تائیدات کے ساتھ مورخہ یکم اور ۲ر اکتوبر ۱۹۷۷ء بمقام جبوڈے اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا جس کی کسی قدر تفصیلی رپورٹ درج ذیل ہے۔

تیاری اجتماع - مورخہ ۱۸ر ستمبر کو اجتماع کی تیاری کے سلسلہ میں ایک میٹنگ بلا کر اس میں اجتماع سے متعلق تمام امور پر مفصل نظر ڈالی گئی۔ مندرجہ ذیل شعبے قائم کئے گئے اور ہر شعبہ پر ایک فعال انصار یا خادم بطور نگران مقرر کیا گیا۔ استقبال۔ قیام۔ طعام۔ آرائش مقام اجتماع، لاؤڈ سپیکر و بجلی۔ پہرہ و عمومی نگرانی و حفاظت۔

اسی میٹنگ میں مشورہ سے یہ بھی فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ کس کس وقت کا کیا کیا کھانا ہو گا۔ اور کتنا پکے گا۔

وقارِ عمل - اجتماع سے قبل مسجد احمدیہ کو رنگ کرنے کا محترم امیر صاحب کی طرف سے ارشاد تھا۔ اس سلسلہ میں مختلف پینٹرز سے رابطہ قائم کیا گیا۔ لیکن کوئی بھی اس وقت میں کام مکمل کرنے پر رضامند نہ ہوا۔ چنانچہ اللہ کا نام لے کر خدام کو تحریک کی۔ اور مورخہ ۲۸ر ستمبر ظہر کی نماز ادا کر کے خدام نے خود رنگ کرنا شروع کیا۔ خاکسار نے بھی حتی المقدور مدد کی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے خدام و انصار نے مل کر ۳۰ر ستمبر بروز جمعہ نماز جمعہ سے قبل سارا کام مکمل کر لیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک اور اس طرح خود کام کرنے کی مثال قائم کی اور جماعت کے تقریباً ۲۵ نائرے بھی بچا لئے جو رنگساز کو اجرت دینے تھے۔

نماز جمعہ کے بعد مسجد کے باہر اور اندر نیز ماحول کو وقار عمل منا کر صاف کیا گیا۔ جھاڑیاں وغیرہ کاٹی گئیں۔ راستے ہموار کئے گئے۔ اسی طرح مسجد کا صحن جہاں مقام اجتماع منانا تھا کی اچھی طرح صفائی کی گئی۔

تیاری مقامِ اجتماع - جمعہ کی صبح مسجد کے صحن میں سائبان لگا دیئے گئے اور ۳۰۰ کرسیاں سامعین کے لئے ترتیب سے لگوائی گئیں۔ لاؤڈ سپیکر لگانے کے سائبان کے ساتھ وائرنگ کر دی گئی تاکہ سپیکر لگ سکیں۔ اسی طرح بہت سی ٹیوب لائٹیں بھی مختلف جگہوں پر روشنی کے لئے لگا دی گئیں ہفتہ یکم اکتوبر کو علی الصبح مکرم و محترم امیر صاحب تشریف لائے۔ آپ اپنے ساتھ پینٹرز بھی

تھے جو اسی وقت آویزاں کر دیئے گئے جن پر مختلف اسلامی عبارات تحریر تھیں۔

ہفتہ کی صبح کو ہی مقامِ اجتماع کے استقبالیہ گیٹ کے قریب دو طول حانبی، دو لمبے لمبے پائپ بھی گاڑے گئے جن پر احمدیت اور نائیجیریا کا جھنڈا لہرایا جانا تھا۔

استقبال۔ مورخہ ۳۰ ستمبر جمعہ سے ہی دور دور کے علاقہ سے انصار دوست تشریف لانا شروع ہو گئے تھے۔ ان کا مناسب استقبال کیا گیا اور رہائش کی جگہ وغیرہ بتائی۔ یکم اکتوبر صبح سے قافلے در قافلے انصار کاروں اور ویگنوں پر نعرے لگاتے پہنچنا شروع ہو گئے۔ سب احباب کا سامان ایک جگہ مشن ہاؤس میں محفوظ جگہ پر رکھا گیا۔ جہاں سے وہ بوقت ضرورت اپنی اشیاء لے یا رکھ سکیں۔ اور پھر ان کی رہائش کی جگہ انہیں بتائی گئی۔

افتتاح۔ یکم اکتوبر ظہر و عصر کی نمازیں اوّل وقت میں جمع کر کے پڑھائی گئیں۔ تمام مہمان کھانے سے فارغ ہوئے اور پھر پونے چار بجے کے قریب اس بابرکت روحانی اجتماع کا افتتاح ہوا۔ مکرم و محترم امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ نائیجیریا محمد اجمل صاحب شاہد کی صدارت میں اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ آپ کے ارشاد پر ہمارے بنڈل سٹیٹ کے مبلغ بھائی مکرم سید عزیز احمد شاہ صاحب نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت فرمائی۔ جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے باری باری احمدیت اور پھر نائیجیریا کے جھنڈوں کو لہرایا۔ جس کے بعد امیر صاحب نے دعا کا اعلان کیا۔ اور کیونکہ یکم اکتوبر نائیجیریا کا یوم آزادی بھی ہے۔ اس لئے مکرم امیر صاحب نے خلیفۂ وقت۔ اسلام۔ احمدیت۔ نسل انسانی، مبلغین کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کے ساتھ نائیجیریا کی بقاء و سلامتی اور اسلام کی طرف رجوع کے لئے بھی دعا کی تحریک کی۔ پھر سب دوستوں نے ہاتھ اٹھا کر خدائے عزوجل کے حضور نہایت عاجزی سے دعا کی۔ اور اس طرح اس اجتماع کا افتتاح ہوا۔ افتتاحی دعا کے بعد ہمارے مبلغ بھائی محترم صفی الرحمن صاحب خورشید نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا عربی منظوم کلام حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد تمام حاضر دوستوں نے کھڑے ہو کر انصار کا عہد دہرایا۔ عہد کے بعد زعیم اعلیٰ انصاراللہ نائیجیریا نے رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ نیز محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ کا پیغام خصوصی برائے اجتماع پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد مکرم و محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں انصاراللہ کی ذمہ داریاں اور بعض دیگر امور متعلقہ انصار کی وضاحت فرمائی۔ پھر دعا کے بعد پہلا اجلاس برخاست ہوا۔

ورزشی مقابلہ جات۔ انصار کے ورزشی مقابلہ جات شام چھ بجے کے قریب شروع ہوئے۔

مختلف سرکٹ کی ٹیمیں موجود تھیں۔ لہذا پروگرام کے مطابق باری باری رسہ کشی کا دلچسپ پروگرام شروع ہوا۔ تمام مقابلے مغرب سے پہلے ختم کر دیئے گئے۔ صرف فائنل مقابلہ فجر کی نماز کے بعد طے پایا۔

نمازیں اور درس۔ کھیل سے فارغ ہو کر تمام دوست تیار ہو کر نماز مغرب و عشاء کے لئے مسجد میں پہنچ گئے۔ امیر صاحب کے ارشاد پر برادرم سید عزیز احمد شاہ صاحب نے نمازیں پڑھائیں۔ نماز کے بعد خاکسار نے حدیث کا درس دیا۔

تقریری مقابلے۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر انصار کا تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد محترم امیر صاحب نے تعارف کروایا۔ اور پھر مکرم ڈاکٹر عمر الدین صاحب میڈیکل آفیسر احمدیہ ہسپتال لیگوس کی صدارت میں یہ مقابلہ شروع ہوا۔ یہ دلچسپ علمی مقابلہ رات پونے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ تین منصفین مقرر تھے جنہوں نے بعدہ اول دوم اور سوم آنے والے انصار بھائیوں کا اعلان کیا۔

پہرہ۔ مقامی انصار نے ڈیوٹیوں کے مطابق رات بھر پہرہ دیا۔ اور حفاظت کی ذمہ داری کو باحسن ادا کیا۔

نماز تہجد۔ بعض دوست رات دو بجے ہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور اس روحانی اجتماع سے زیادہ سے زیادہ استفادہ اور برکتیں حاصل کرنے کے لئے تہجد ادا کر رہے تھے۔ اور بعض احباب تلاوت کر رہے تھے۔ نماز تہجد باجماعت کا وقت ۴½ بجے مقرر تھا۔ محترم و مکرم سید عزیز احمد شاہ صاحب کی امامت میں سب انصار نے نماز تہجد ادا کی۔ پھر اذان ہوئی جس کے بعد فجر کی نماز پڑھی۔ بعدہ برادرم صفی الرحمٰن صاحب خورشید نے قرآن کریم کا درس دیا۔ اس کے بعد سوالات کا وقت دیا گیا۔ احباب نے مختلف سوالات پوچھے۔ محترم امیر صاحب نے جوابات دیئے۔

رسہ کشی فائنل۔ نماز و درس سے فارغ ہو کر رسہ کشی کا فائنل مقابلہ ہوا۔ جو صبر آزما اور دلچسپ رہا۔ دونوں ٹیموں نے بہت زور لگایا۔ اور رسہ چند منٹ تک اپنی جگہ کھڑا رہا۔ پھر کبھی دائیں جانب والے تھوڑا سا لے جاتے تو معاً بعد بائیں جانب والے اتنا ہی اپنی طرف لے جاتے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبلغین (مقامی و مرکزی) فائنل مقابلہ جیت کر اوّل قرار پائے۔

اختتامی اجلاس۔ رسہ کشی سے فارغ ہو کر دوستوں نے ناشتہ کیا اور پھر تیار ہو کر مقام اجتماع میں پہنچ گئے۔ ٹھیک نو بجے محترم امیر صاحب کی زیر صدارت اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ خاکسار کی تلاوت کے بعد محترم سید عزیز احمد شاہ صاحب نے نہایت مترنم اور رقت آمیز آواز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ در مدح حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اشعار پڑھ کر سنائے۔ اس کے

بعد چار تقاریر ہوئیں جو علمی مواضیع پر تھیں اور مقامی احباب نے کیں۔ ان تقاریر کے بعد نائیجیریا کی دو زیر تعمیر مساجد کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی۔ چنانچہ باری باری متعلقہ سرکٹ چیئرمین نے تحریک کی اور ایک عجیب ایمان افروز نظارہ ان آنکھوں نے دیکھا۔ احباب نے دیوانہ وار نوٹوں کی بارش شروع کر دی۔ اسی وقت رقم گنی گئی۔ چنانچہ مسجد احمدیہ اوشوگبو کے لئے احباب نے تقریباً ۳۰۰ نائرے پیش کئے۔ اس کے بعد ایک اور زیر تعمیر احمدیہ مسجد جبوگبو کے لئے تحریک کی۔ اور ایک دفعہ پھر احباب نے اسی جوش و خروش کے ساتھ دوبارہ قربانی پیش کی۔ اور کسی نے بھی اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ اس دفعہ پہلے سے بڑھ کر نذرانہ پیش کیا۔ اور اس مسجد کے لئے تقریباً اڑھائی صد نائرے کی رقم جمع ہوئی۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے خلافت کی ضرورت اور اہمیت بیان فرمائی۔ نیز یہ بھی بتایا کہ بعض منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ نئی صدی شروع ہونے والی ہے اس میں نئے مجدد ظاہر ہوں گے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے پتہ لگتا ہے کہ آخری زمانہ میں خلافت قائم ہوگی اور قیامت تک رہے گی جو اصلاح و تجدید کا کام کرے گی لہذا خلیفہ وقت کے علاوہ مزید کسی مجدد کی نہ ہی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ ہی کوئی اور مجدد ہوگا۔ بلکہ خلیفۂ وقت ہی مجدد وقت ہیں۔ اور ہر خلیفہ اپنے وقت کا مجدد ہوگا۔ اس ایمان افروز خطاب کے بعد انصار نے کھڑے ہو کر امیر صاحب کی قیادت میں اپنا عہد دہرایا۔ پھر محترم امیر صاحب نے اختتامی دعا کرائی۔ اور اس پر یہ روحانی اجتماع نہایت کامیابی کے ساتھ دو دن روحانی ماحول میں منعقد ہو کر اپنے اختتام کو پہنچا۔ اجتماع کے ختم ہوتے ہی تمام احباب اپنی اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے فوراً روانہ ہو گئے۔

تمام ان احباب کے لئے خصوصی دعا کی تحریک ہے جنہوں نے نہایت محنت و مشقت اور جذبہ خلوص کے ساتھ اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے کوشش کی۔ اسی طرح ہماری لجنہ جنہوں نے دن رات لگا کر تمام انصار احباب کے لئے کھانا تیار کیا۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے اور ان کی کوششوں کو محض اپنے فضل سے بپایۂ قبولیت جگہ دے آمین۔

مفتی احمد صادق مبلغ نائیجیریا

ایک ضروری تصحیح: ماہ نومبر کے شمارہ میں شائع شدہ فہرست عطیہ دہندگان میں مکرم میاں مراد علی صاحب اور مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ کے نام کے ساتھ مرحوم اور مرحومہ کا لفظ لکھا گیا ہے جو غلط ہے۔ مکرم میاں مراد علی صاحب زرگر گوجرانوالہ اور ان کی اہلیہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے زندہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں عافیت سے رکھے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے مخلصین

قسط نمبر ۱۴

مبلغ ۳۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ ادا کرنے والے مخلص حضرات کی قسط نمبر ۱۴ درج ذیل ہے۔ گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر نصب ہونے والی سنگ مرمر کی یادگار تختی پر ایسے تمام حضرات کے اسماء بھی کندہ کروائے جا رہے ہیں جو احباب اپنے یا اپنے والدین یا فوت شدہ عزیز و اقارب کے نام ان یادگار تختیوں پر محفوظ کرانا چاہتے ہوں ان کے لئے موقعہ ہے کہ مبلغ ۳۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم ادا کر کے اس کارِ خیر میں شامل ہوں۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے یادگار چھوڑ جائیں۔

۱۔ مکرم نذیر احمد صاحب سولنگی دارالرحمت وسطی ربوہ	۴۰۰ روپے
۲ ” میاں پیر محمد صاحب مرحوم صحابی منجانب مولوی محمد عبداللہ صاحب مینیجر کریم نگر فارم	۳۰۰ ”
۳ ” چوہدری محمد شفیع صاحب زعیم انصار اللہ چک ۲۷۴ ر۔ب چوہڑی فیصل آباد	۴۰۰ ”
۴ ” میاں جواہر محمد صاحب مرحوم و اہلیہ صاحبہ مرحومہ منجانب مولوی عبدالرحیم صاحب عارف مربی سلسلہ ربوہ	۳۵۰ ”
۵ ” مولوی محمد یوسف صاحب احمدی ٹی سٹال بازار تربت مکران	۳۱۳ ”
۶ ” چوہدری محمد اکرم صاحب منہاس مرحوم ولد محمد فاضل صاحب منہاس مرحوم منجانب پرویز احمد صاحب منہاس ڈرگ روڈ کراچی	۱۵۰۰ ”
۷ ” محمد صدیق صاحب سٹیشن ماسٹر مکان ۱/۲۳ محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ	۳۱۰ ”
۸ ” راجہ علی محمد صاحب مرحوم منجانب پسر راجہ باسط احمد صاحب کینیڈا	۴۰۰ ”
۹ ” کرنل راجہ مبشر احمد صاحب مرحوم منجانب برادر ” ” ” ”	۳۰۰ ”
۱۰۔ طاہر حمید صاحبہ مرحومہ ” ” ” ” ”	۳۰۰ ”
۱۱۔ مرحوم والدین، اہلیہ مرحومہ و خود اللہ رکھا صاحب نوشہروی لاہور	۴۰۰ ”
۱۲۔ چوہدری فضل احمد صاحب منجانب چوہدری بشیر احمد صاحب (پسر) ۱۱/۷ ساہیوال	۳۰۰ ”
۱۳۔ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ سردار عبدالرحمن صاحب مرحوم (سابق مہر سنگھ) سمن آباد۔ لاہور	۳۰۰ ”
۱۴۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم منجانب خورشید احمد صاحب پسر شیخ عزیز احمد صاحب فیصل آباد حال ہمبرگ مغربی جرمنی	۳۰۰ ”

۱۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام منجانب خورشید احمد صاحب پسر شیخ عزیز احمد صاحب فیصل آباد حال ہمبرگ مغربی جرمنی	۳۰۰-۰۰ روپے
۱۶۔ خورشید احمد صاحب ابن شیخ عزیز احمد صاحب " " " " "	" ۳۰۰-۰۰
۱۷۔ چوہدری عطا اللہ صاحب چک ۶۶۸/۹ گ " " " "	" ۳۰۰-۰۰
۱۸۔ چوہدری محمد یوسف صاحب رندھاوا شیخوپورہ شہر منجانب پسر مبشر احمد صاحب شاد رندھاوا ہیمبرگ مغربی جرمنی	" ۳۰۰-۰۰
۱۹۔ مستری محمد حسین صاحب لاہور چھاؤنی	" ۳۰۰-۰۰
۲۰۔ غلام زینب صاحبہ مرحومہ اہلیہ حکیم غلام غوث صاحب امرتسری منجانب گلزار آفتاب کراچی	" ۳۰۰-۰۰
۲۱۔ کیپٹن محمد احمد صاحب منجانب اہلیہ نور بیگم فرحت صاحبہ مصطفےٰ آباد لاہور	" ۳۰۰-۰۰
۲۲۔ مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ ملک محمد شفیع صاحب مرحوم منجانب پسر ملک محمد اقبال صاحب چونڈہ	" ۳۰۰-۰۰

قرار دادِ تعزیت

مجلس انصار اللہ حلقہ گلبرگ لاہور کا یہ اجلاس اپنے زعیم عمومی ڈاکٹر کرنل محمد عطاء اللہ صاحب کی اچانک وفات پر اظہار غم واندوہ کرتا ہے۔ آپ جب سے ہمارے زعیم کے عہدہ پر فائز ہوئے نہایت انہماک۔ قابلیت اور اخلاص سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات سے ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا پُر کرنا بظاہر محال ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خلا کو اپنے فضل سے پُر کردے۔ ڈاکٹر کرنل محمد عطاء اللہ صاحب ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ اور یہ امتیاز آپکو طالب علمی کے زمانہ سے لے کر اب تک حاصل رہا۔ ذہین، محنتی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا لحاظ کرنے والے، کامیاب ڈاکٹر، کامیاب فوجی افسر۔ کوہ پیمائی میں آپ کا ذوق اور اس میں کامیابی، اس کے علاوہ تالیف میں آپ کا کام ایک نمونہ رہا۔ آپ کے کاروباری مشاغل اور دوستوں سے تعلقات، آپ کے دینی مشاغل اور خدمت سلسلہ میں آپ کی مصروفیات میں ایک عجیب توازن رہا۔ عبادات فرضی اور نفلی میں بھی آپ ایک نمونہ تھے۔ اللہ تعالےٰ غریق رحمت فرمائے۔

یہ اجلاس آپ کے دیگر خاندان کے افراد احباب سے دلی تعزیت اور دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار سید [illegible] نائب زعیم عمومی ۱۱-بی ۳ گلبرگ ۳ لاہور

سالانہ رپورٹ کارگزاری
قیادت ہائے مجلس انصار اللہ مرکزیہ
سنہ ۱۳۵۶ ہش مطابق سنہ ۱۹۷۷ء

قیادت عمومی :-

۱۔ سالانہ لائحہ عمل۔ مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کی تشکیل کے ساتھ ہی قائدین کرام کی خدمت میں ان کی اپنی قیادتوں کے لئے نئے سال کے لائحہ عمل تجویز کرکے بھجوانے کی درخواست کی گئی۔ مجوزہ لائحہ عمل کو مجلس عاملہ میں پیش کرکے صدر محترم سے منظوری حاصل کی گئی۔ اس لائحہ عمل کی روشنی میں عہدہ داران مجالس انصار اللہ کے لئے ضروری ہدایات مرتب کی گئیں اور ان کو طبع کروا کر تمام مجالس کو بھجوایا گیا۔ تاکہ وہ ان ہدایات کو مدنظر رکھ کر عمل کریں۔

۲۔ علاقائی و ضلعی اجتماعات۔ ا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے باوجود نامساعد ملکی حالات کے امسال بھی تربیتی اجتماعات منعقد کرانے کے لئے علاقائی و ضلعی سطح پر انصار اللہ کے کامیاب اجتماعات ہوئے۔

فیصل آباد۔ گوٹھ نتھے خاں ضلع خیرپور۔ صوبہ سرحد (پشاور) اسلام آباد۔ حسن پور ۱۲۱/گ ب۔ چک ۱۹۶/ر ب لاٹھیانوالہ۔ چک جھمرہ۔ چک ۶۹/ر ب گھسیٹ پور، کھرڑیانوالہ۔ گوکھووال ۲۷۶/ر ب۔ شیخوپورہ، رحیانہ۔ سرشمیر روڈ فیصل آباد۔ احمدپور ضلع سانگھڑ۔ چک ۵۶۵/گ ب ۵۶۳/گ ب ۵۵۹/گ ب فیصل آباد، کتھووالی، وصیر کے گوجرہ، سمندری، ۲۹۵/ر ب بیریانوالہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ ٹھٹھہ کالو، چک ۹۶/ر ب صریح، حلقہ ناظم آباد کراچی، حلقہ مارٹن روڈ کراچی۔ صوبہ بلوچستان کوئٹہ۔

مندرجہ بالا تمام اجتماعات میں مجلس عاملہ کے نمائندگان و دیگر علمائے سلسلہ بھی شرکت فرماتے رہے۔

ب۔ نظامت سیالکوٹ کے ماتحت قریباً ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو پڑھانے کے واسطے مرکز سے علمائے

دین بھجوانے کا بھی انتظام کیا جاتا رہا۔ تاکہ تربیتی کام بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہے۔

ج۔ اس سال محترم قائمقام صدر صاحب مجلس انصار اللہ کے ارشاد کے مطابق ناظمین اضلاع کا صوبہ وار اجلاس ۱۲ اگست کو ربوہ۔ راولپنڈی اور حیدر آباد میں ایک ایک دن کے لئے منعقد کیا گیا۔ جس میں مجلس مرکزیہ کے قائمقام صدر محترم و قائدین کرام نے شمولیت کرکے تمام ناظمین اضلاع کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ اور ان کو مزید ضروری ہدایات دیں۔

۳۔ **مجلس عاملہ مرکزیہ کے اجلاسات**۔ سال رواں میں مجلس عاملہ مرکزیہ کے ۱۰ اجلاسات ہوئے۔ ان اجلاسات میں مجالس کی مساعی کی رپورٹ کارگزاری کا جائزہ لیا گیا۔ اور صدر محترم سے ضروری ہدایات حاصل کی گئیں۔

۴۔ **ماہانہ رپورٹ کارگزاری**۔ مجالس سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ کارگزاری کی رپورٹ منگوانا قیادت عمومی کے پروگرام کا اہم حصہ ہے۔ اس پر سارا سال خصوصی توجہ دی جاتی رہی ہے۔

۵۔ **آمد ڈاک و روانگی ڈاک**۔ امسال دفتر میں ۳۸۰۰ خطوط موصول ہوئے۔ ان خطوط کے مختلف قیادتوں کی طرف سے جوابات و تحریکات پر مشتمل ۱۲۰۰۰ خطوط و پارسل مجالس کو ارسال کئے گئے۔ اس کے علاوہ لوکل ڈاک میں ۸۰۰ خطوط ارسال کئے گئے۔

۶۔ **ماہانہ سرکلر**۔ ہرماہ باقاعدگی سے ماہانہ سرکلر جس میں مرکزی قائدین کی طرف سے ضروری ہدایات ہوتی ہیں تمام مجالس کو بھیجا جاتا رہا ہے۔

۷۔ **دورہ جات انسپکٹران انصار اللہ**۔ امسال انسپکٹران نے ۲۸۷ مجالس کا دورہ کیا

۸۔ **نئی مجالس کا قیام**۔ اس سال اب تک ۱۹ مجالس نئی قائم ہو چکی ہیں۔

قیادت تربیت:-

۱۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے قیادت تربیت انصار اللہ مرکزیہ نے شروع سال ہی سے مجالس انصار اللہ کے لئے ایک لائحۂ عمل تجویز کیا۔ اور اس کی اشاعت بصورت کتابچہ کی گئی تاکہ انصار احباب مندرجہ ذیل امور پر بھی خاص توجہ فرمائیں۔

۱۔ نماز باجماعت کی ادائیگی

۲۔ معاملات بالخصوص لین دین کے بارے میں اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونے اور قرضہ کو بروقت ادا کرنے کی طرف انصار اللہ کو توجہ دلائی جاتی رہے۔

۳۔ دوکاندار بھائیوں کو خالص اشیاء مناسب نرخوں پر فروخت کرنے اور ہر قسم کی ناجائز خرید و فروخت سے

بچنے کی تلقین کی جاتی رہی۔

۴۔ جملہ انصار بھائیوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جائے کہ وہ بالخصوص اپنے اہل خانہ اور بچوں کی تربیت کی نگرانی فرمائیں۔

۔ متذکرہ بالا لائحۂ عمل کے نفاذ کے لئے ربوہ میں صدر صاحب عمومی، خدام الاحمدیہ کے مہتمم صاحب مقامی اور زعیم اعلیٰ صاحب انصار اللہ ربوہ کے تعاون سے جماعتی تربیت اور مساجد میں نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے کوشش جاری رہی۔ جبکہ بیرونی جماعتوں میں مجالس انصار اللہ بیرون کی ماہانہ رپورٹوں پر تبصرہ والے خطوط کے ذریعہ تحریک کی جاتی رہی۔ نیز مختلف جگہوں پر بیرونی اجتماعات انصار اللہ کے دوران تربیتی امور کے متعلق مرکزی نمائندگان اور وفود کے ذریعہ مختلف مواقع پر وعظ و نصیحت اور ملاقاتوں کے دوران لائحۂ عمل کے مطابق کام کرنے کی تلقین کی جاتی رہی۔

۲۔ دوران سال ماہانہ رپورٹ ہائے کارگزاری جو مجالس انصار اللہ پاکستان کی طرف سے مرکزی دفتر مجلس انصار اللہ ربوہ میں بھجوائی جاتی رہی ہیں ان کا مطالعہ اور پھر حسب حالات بذریعہ خطوط مجالس کو تربیتی امور کی طرف توجہ دلانے کا کام جاری رہا اس کے علاوہ انصار اللہ مرکزیہ کے سرکلر ماہانہ میں تربیتی امور کے متعلق جملہ مجالس انصار اللہ کو ہدایات بھجوائی جاتی رہیں۔

۳۔ اس سال ہفتہ تربیت و اصلاح و ارشاد مشترکہ طور پر ۲۴ ستمبر تا ۲۹ ستمبر ۱۹۷۷ء منایا گیا جس کے لئے قیادت تربیت کی طرف سے تین عناوین۔ سچی گواہی، جھوٹی افواہیں پھیلانا اور بدظنی پر مختصر نوٹ کتابچہ کی صورت میں شائع کر کے جملہ مجالس کو بھجوائے گئے۔ جس کے مطابق مجالس انصار اللہ محلہ جات ربوہ اور مجالس انصار اللہ بیرون از ربوہ میں مختلف صاحب علم اصحاب نے ان مضامین کو انصار احباب کے سامنے پیش کیا مختلف مجالس کی طرف سے ہفتہ تربیت اپنے اپنے ہاں مورخہ ۲۴ ستمبر تا ۲۹ ستمبر منانے کی اطلاعات پہنچ چکی ہیں جو کہ خوشکن ہیں اور ابھی تک اطلاعات آ رہی ہیں۔

قیادتِ اصلاح و ارشاد

دوران سال قیادت اصلاح و ارشاد کے زیر انتظام اپنے شعبہ کا لائحۂ عمل پمفلٹ کی صورت میں طبع کروا کر مجالس کو بھجوایا۔ اس کے علاوہ قیادت ہذا نے بطور یاددہانی اس لائحۂ عمل کو اخبار الفضل، ماہنامہ انصار اللہ اور سرکلر لیٹر میں بھی شائع کیا۔

ناظمین اصلاح اور زعمائے مجالس کی طرف سے آمدہ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مجالس ایک حد تک

اس لائحہ عمل پر عمل پیرا رہی ہیں۔ گزشتہ آٹھ ماہ میں ناظمین اضلاع کی ۳۰۷ اور زعماء مجالس کی ۵۴۰ رپورٹیں موصول ہو چکی ہیں۔ نامکمل رپورٹوں کے سلسلہ میں ۳۹۰ خطوط لکھے گئے۔ اور سرکلر کے ذریعہ بھی توجہ دلائی گئی۔ جن زعماء نے اعداد و شمار دیئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسطاً ۹۱ اراکین ہر ماہ اصلاح و ارشاد کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں۔ گزشتہ آٹھ ماہ میں انہوں نے ۱۲۱۰۳ افراد کو پیغام حق پہنچایا۔ ۲۰۴۲ رشتہ دار انصار کے زیر تبلیغ آئے اور ۳۴۹۷۱ کتب و ٹریکٹ مطالعہ کے لئے دیئے گئے۔ وقف عارضی کی تحریک میں ۷۰ انصار نے شمولیت کی۔ اس عرصہ میں ۱۷ بیعتیں ہوئیں۔ بعض مقامات سے احباب وفود کی صورت میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے آئے۔ اور اپنے ساتھ اہتمام کے ساتھ غیر از جماعت دوستوں کو بھی لائے۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں لائل پور، شیخوپورہ اور گوجرانوالہ سے متعدد وفود آئے۔ بعض مجالس انصار کو نظام وصیت میں شامل کرنے کے لئے بھی تحریک کرتی رہیں۔ ان دوستوں کی مساعی کے نتیجہ میں آٹھ دوستوں نے وصیتیں کیں۔ اہل و عیال کی تربیت اور اسلامی اخلاق و آداب کی عملی تعلیم و تلقین کا ذکر بھی رپورٹوں میں ہوتا ہے۔ صرف مجلس اسلامیہ پارک لاہور کی طرف سے باقاعدگی کے ساتھ رپورٹ ملتی رہی ہے۔ بقیہ مجالس میں درس کا انتظام بھی ہے جس میں تربیتی اور اخلاقی مضامین کو زیر نظر رکھا جاتا ہے۔

۲۴ ستمبر سے ۲۹ ستمبر تک ہفتہ اصلاح و ارشاد و تربیت مشترکہ طور پر منانے کے لئے مجالس کو ہدایات بھجوائی گئیں۔ تربیتی امور اور اصلاح و ارشاد سے متعلق چھ عناوین مقرر کر کے مجالس کو اطلاع دی گئی۔ اور ان عناوین پر مختصر نوٹ طبع کروا کر مجالس کو بھجوائے گئے۔ اس وقت تک ۱۸ مجالس کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوئی ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ یہ ہفتہ کامیابی کے ساتھ منایا گیا۔

اصلاح و ارشاد کے سلسلہ میں مرکزی عہدہ داروں کو بعض مجالس میں جانے کے مواقع بھی ملے۔ چنانچہ ماہ اکتوبر میں قائمقام صدر انصار اللہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب نے بعض مرکزی قائدین کی معیت میں ضلع لائل پور کے اجتماع میں شرکت کی۔ اور قائدین نے اس اجلاس میں مختلف عناوین پر تقاریر کیں۔ ناظم صاحب ضلع سیالکوٹ کی دعوت پر ماہ جولائی میں نائب قائد اصلاح و ارشاد سیالکوٹ گئے۔ اور خطبہ جمعہ پڑھا۔ اسی طرح ناظمین اضلاع صوبہ سرحد اور مغربی اضلاع پنجاب کے اجلاس میں قائد عمومی و نائب قائد اصلاح و ارشاد نے شرکت کی۔

قیادتِ ایثار

عرصہ زیر رپورٹ میں ۲۰۰۷ ماہانہ رپورٹیں موصول ہوئیں۔ مجالس کراچی۔ لائل پور۔ اسلامیہ پارک لاہور اور ربوہ کا کام دوران سال نمایاں اور قابل ستائش رہا۔ فجزاھم اللہ۔ مجالس نے عرصہ زیر رپورٹ میں ۵۸۳۱ مستحق افراد

کی مندرجہ ذیل صورتوں میں مدد کی گئی۔

نقد رقم ... - ۱۰۱۶۶ روپے جنس آٹا ۲۳ سیر - ۹ ۳ من

دیگر اجناس مالیتی ... - ۳۵۰ " پارچات ۱۴۹ جوڑے کپڑوں کے

علاوہ ازیں سیلاب زدگان کے لئے مجلس کراچی نے جو خصوصی مدد کی وہ درج ذیل ہے۔

گھریلو سامان - برتن چارپائیاں وغیرہ مالیتی مبلغ ... - ۳۰۰۰ روپے

۶۰ عدد لحاف " ... - ۴۴۰۰ "

۱۰ عدد رضائیاں " .. - ۴۵۰ "

۵ بوری چاول اور ۱۵ تھیلے آٹا " .. - ۳۶۸۹ "

لائل پور کی طرف سے مبلغ ۲۰۰۰ روپے کی مدد کی گئی۔ اور ایک دوسرے مقام پر ۵۰۰ روپے مسجد کی تعمیر کے لئے بطور امداد دیئے گئے۔ ایک مقام پر سڑک بنانے کے لئے مبلغ دو ہزار روپیہ جمع کر کے دیا گیا کورنگی (کراچی) کے لئے مسجد کی خاطر زمین حاصل کر کے دی گئی۔ اس توعیت کی امداد کے علاوہ مجالس اسلامیہ پارک لاہور۔ لائل پور۔ کراچی۔ ربوہ کی طرف سے ضرورت مند احباب کی مبلغ ۶۴۸۶۵ روپیہ قرض حسنہ سے بھی مدد کی گئی۔

۲۵۱۳۲ مریضوں کے علاج میں نقدی اور ادویات سے مدد دی گئی۔ مختلف اوقات میں بعض مریضوں کو مبلغ -/۳۷۵۸ روپیہ کی مالیتی ادویات مہیا کی گئیں۔ ہسپتال اور گھروں پر جا کر ۶۱۵ مریضوں کی عیادت کی گئی۔ مسافروں کی مدد کے تعلق میں مجالس نے ۲۷۸۱ افراد کی مختلف النوع طریقوں سے مدد کی۔ مثلاً کرایہ کی رقم مہیا کی گئی۔ ۳۷۶ افراد کے قیام وطعام کا انتظام کر کے ان کے آرام کا سامان بہم پہنچایا۔ ایک موقعہ پر سیلاب سے متاثرہ احباب کو دو من کھانا تیار کروا کر دیا۔ ۴۳۱۵ درخت لگائے گئے۔ ان میں ۲۵۰۰ پھلدار درخت تھے اور ۱۸۱۵ سایہ دار

مساجد گلیوں اور سڑکوں کی صفائی اور مرمت کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر ۳۰۱ وقار عمل منائے گئے۔

۱۲۵ افراد کے لئے روزگار کی تلاش کی گئی۔

قیادتِ تعلیم

قیادتِ تعلیم کے پروگرام میں یہ امر شامل ہے کہ دوران سال ۳ مرتبہ سہ ماہی امتحانوں کا انتظام کیا جائے اس پروگرام کے مطابق سال رواں کے لئے حسب ذیل نصاب مقرر ہوا۔

۱۔ ترجمہ پارہ ۱۷ نصف آخر و پارہ ۱۸ نصف اوّل
۲۔ حفظ قرآن کریم کم از کم ایک رکوع
۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب۔ لیکچر سیالکوٹ اور آسمانی فیصلہ
۴۔ دس منتخبہ احادیث الرسول
۵۔ نماز جنازہ اور تین ادعیہ ماثورہ معہ ترجمہ

۲۔ امتحان کے لئے کتب بازار کے نرخ سے کم نرخ پر یعنی اصل لاگت پر مرکزی دفتر کی جانب سے مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا۔

۳۔ مطبوعہ پروگرام کے مطابق پہلی دو سہ ماہیوں کے امتحان مقررہ تاریخوں پر منعقد کئے گئے۔ اور ان کے نتائج متعلقہ مجالس کو ارسال کئے گئے۔ کامیاب ہونے والے اراکین کو سندات دی جاتی ہیں۔ جن میں تینوں امتحانات کا نتیجہ درج ہوتا ہے۔ گزشتہ سال کی سندات بھجوائی جا رہی ہیں۔

۴۔ سہ ماہی اوّل کا امتحان ۲۵ امان/مارچ کو منعقد ہوا۔ جس میں ۳۵ مجالس کے ۹۴۴ اراکین نے حصّہ لیا۔ مکرم عبدالقادر صاحب جہلم اوّل اور مکرم بشیر احمد صاحب قادیانی دارالصدر شرقی ربوہ دوم قرار پائے۔

۵۔ سہ ماہی دوم کا امتحان ۲۴ احسان/جون کو ہوا اور اس میں ۳۴ مجالس کے ۵۳۲ اراکین نے شمولیت فرمائی۔ مکرم عبدالسمیع حنفی صاحب آف حسن پور ضلع فیصل آباد اوّل اور مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد چک ۱۷ اچھور ضلع شیخوپورہ دوم رہے۔

۶۔ سہ ماہی سوم کا امتحان مطبوعہ پروگرام کے مطابق ۲۸ اخاء/اکتوبر کو ہونا تھا۔ بعض وجوہات کی بناء پر ۴ نبوت/نومبر کی تاریخ مقرر کی گئی۔

۷۔ سہ ماہی اوّل کے امتحان کے لئے اس سال تجربۃً کم از کم ایک رکوع قرآن کریم کا حفظ کرنا بطور نصاب شامل کیا گیا۔ الحمد للہ کہ ۱۰۸ اراکین نے سو آیات سے کر ۹۴ آیات تک حفظ کرنے کی اطلاع دی۔ اب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تحریک فرمائی ہے کہ جماعتوں کے باہمت افراد دسمبر تک ایک ایک پارہ حفظ کریں۔ انصار کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔ جو اراکین اس تحریک میں شمولیت فرمائیں۔ وہ اپنے نام سے قیادت تعلیم کو ضرور مطلع کریں۔

۸۔ دوران سال اوسطاً ۷۰ - ۷۵ ماہانہ رپورٹیں بیرونی مجالس اور ناظمین اضلاع کی طرف سے موصول ہوتی رہی ہیں۔ ہر رپورٹ کے بارے میں قیادت کی جانب سے تبصرہ تحریر کیا گیا اور مناسب ہدایات دی گئیں۔

۹۔ ہر ماہ مرکزی سرکلر کے لئے نوٹ لکھا گیا۔ جس میں ضروری ہدایات کے علاوہ نصاب میں شامل دس منتخب

احادیث معہ ترجمہ اور اذان کے بعد کی اور مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کی دعائیں معہ ترجمہ مجالس کو بھجوائی گئیں۔ منتخبہ احادیث معہ ترجمہ الفضل میں بھی شائع کرائی گئیں۔

۱۰۔ تعلیم القرآن کی طرف توجہ دلانے کے لئے الفضل میں ۱۵ نوٹ شائع کئے گئے۔

۱۱۔ ضلع جھنگ میں تعلیم القرآن کی ذمہ داری حضرت امیر المومنین نے مجلس انصار اللہ پر ڈالی ہے۔ مگر اس ضلع کی مجالس نے بہت کم اس طرف توجہ کی ہے۔ اس کے پیش نظر صدر محترم کی منظوری سے تحصیل جھنگ اور شورکوٹ کے زعماء مجالس کا ایک اجلاس جھنگ صدر میں اور تحصیل چنیوٹ کی مجالس کے زعماء کا اجلاس کچھ دیر بعد ربوہ میں بلایا گیا۔ ہر دو اجلاسوں میں نمائندگان کو تعلیم القرآن کے کام کا طریق سمجھایا گیا اور زیادہ توجہ سے کام کرنے کی تلقین کی گئی۔

۱۲۔ دوران سال ناظمین اضلاع اور زعماء وغیرہ کو ۱۰۶ خطوط لکھے گئے۔

۱۳۔ بحیثیت مجموعی شہری مجالس میں سے فیصل آباد۔ ربوہ۔ اسلامیہ پارک لاہور۔ دار الذکر لاہور اور بہاولپور کا کام تسلی بخش رہا۔ دیہی مجالس میں سے حسن پور ضلع فیصل آباد کا کام بہت عمدہ بلکہ معیاری رہا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

قیادت اشاعت

۱۔ سال رواں میں ماہنامہ انصار اللہ باقاعدگی کے ساتھ شائع ہوتا رہا ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں علاوہ مستقل عنوانات کے ۲۷ مضامین اور اداریے رسالے میں قیادت کی طرف سے شائع ہوئے ہیں۔ گزشتہ پانچ سے رسالے کا حجم ۳۲ صفحات سے بڑھا کر ۴۰ صفحات کر دیا گیا ہے۔

۲۔ عرصہ زیر رپورٹ میں رسالے کی اشاعت مجموعی طور پر نہیں بڑھ سکی۔ چنانچہ ۳۰۰ خریداران کی کمی ہوئی اور ۲۲۰ نئے خریدار بنے ہیں۔ مجموعی طور پر ۸۰ خریدار کم ہوئے ہیں۔

۳۔ سال رواں میں قیادت اشاعت کی طرف سے قرآن کریم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات پر مشتمل چار تربیتی ٹریکٹ (۱) یتیم کی خبرگیری (۲) صحبت صالحین (۳) تکبر (۴) بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار۔ قیادت اصلاح و ارشاد اور قیادت تربیت کے مشورہ کے بعد ۴۰۰۰۰ کی تعداد میں شائع کرائے گئے ہیں۔

۴۔ ماہانہ رپورٹ ہائے کارگزاری مجالس کے مطالعہ کے بعد مجالس کو ماہنامہ کی خریداری بڑھانے اور ماہنامہ انصار اللہ کے لئے اہل قلم انصار سے مضامین لکھنے کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ انفرادی طور پر

۴۔ بزرگان سلسلہ۔ علماء کرام اور اہل قلم مبلغین سے ماہنامہ انصار اللہ کے لئے مضامین لکھنے کی درخواست کی گئی۔

۵۔ ناظمین کرام ضلع لاہور اور سیالکوٹ نے ماہنامہ کی اشاعت بڑھانے میں خصوصی تعاون فرمایا جزاھم اللہ تعالیٰ

قیادت ذہانت وصحت

۱۔ شروع سال میں قیادت ذہانت وصحت جسمانی کی طرف سے معین پروگرام مجالس کو دیا گیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر مجالس قیادت ذہانت وصحت جسمانی کے لائحہ عمل کو پورا کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ الحمد للہ

۳۔ ناظمین اعلیٰ اور ناظمین اضلاع اور مجالس کی طرف سے آمدہ رپورٹوں کا جائزہ لے کر تبصرہ کے ساتھ قیادت ذہانت وصحت جسمانی کے کام کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی۔

۴۔ ناظمین اضلاع میں سے ناظم صاحب فیصل آباد، ناظم صاحب کراچی اور ناظم صاحب لاہور کی مساعی خوشکن رہیں۔

۵۔ موسمی اور وبائی امراض سے بچنے کے لئے ماڈل ٹاؤن لاہور کا کام خدا کے فضل سے بہت اچھا رہا

قیادت تجنید

۱ — بذریعہ خطوط۔ سرکلرز اور الفضل میں اعلانات اور اپنے شعبہ اصلاح وارشاد کے مربیان اور معلمین کے ذریعہ اور خود بھی اپنے دوروں میں عہدہ داران جماعت کو توجہ دلائی گئی کہ

الف۔ وہ تمام ایسے احباب کو مجلس انصار اللہ کا رکن بنائیں جو گزشتہ سال ۔ ۴۰ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔

ب۔ تمام جماعتوں میں جہاں مجلس انصار اللہ قائم نہ ہو۔ اور قائم ہو سکتی ہو مجلس انصار اللہ قائم کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

ج۔ اگر کسی جماعت میں نئے دوست آئیں تو ان کو اپنی مجلس کا رکن بنائیں اور جو رکن نقل مکانی کر جائیں ان کی اطلاع مرکز کو دی جائے۔

د۔ اپنی ماہانہ رپورٹوں میں قیادت تجنید کے عنوان کے نیچے اراکین مجلس کی کل تعداد اور صف اول

و دوم کی تعداد علیحدہ علیحدہ لکھیں اور کمی بیشی کی وجہ تحریر کریں۔
۲۔ مجالس کو مندرجہ ذیل کوائف ارسال کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ (۱) نام (۲) ولدیت (۳) سن پیدائش یا عمر (۴) تعلیم (۵) پیشہ اور (۶) کب بیعت کی۔ جس پر بعض مجالس نے کوائف ارسال فرمائے مگر رفتار تسلی بخش نہ پاکر ایک خادم تیار کرکے مجالس کو بھجا گیا جس کا اچھا نتیجہ نکلا الحمدللہ

قیادتِ مجالس بیرون و قلبی دوستی

۱۹۷۷ء کے لئے قیادت کے سامنے یہ پروگرام تھا کہ بیرون پاکستان جہاں ابھی مجالس قائم نہیں ہوئیں مجالس قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور جہاں جہاں مجالس پہلے سے قائم ہیں لیکن کام نہیں ہو رہا ان مجالس کو بیدار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

چنانچہ دنیا بھر میں جہاں جہاں احمدیہ مشن قائم ہیں۔ ان میں تمام مبلغین انچارج کو دستور اساسی کی رو سے اس ملک میں انصار اللہ کے نائب صدر ہیں مجالس قائم کرنے کے لئے خطوط لکھے گئے۔ اور تحریک کی گئی کہ وہ مجالس قائم کرکے مرکز کو اطلاع دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان خطوط کا خاطر خواہ اثر پڑا۔ اور ممالک بیرون سے اطلاعات ملنی شروع ہوگئیں۔ اور مجالس قائم کی جارہی ہیں اور انتخابات کروائے جا رہے ہیں اور دوسرے پروگراموں پر بھی عمل شروع کروایا جائے گا۔ انگلستان۔ امریکہ۔ جرمنی۔ نائیجیریا۔ غانا۔ مارشیس اور انڈونیشیا میں باقاعدہ مجالس قائم ہوچکی ہیں۔ اور ان کی اطلاعات کے مطابق وہاں کام شروع ہوچکا ہے۔

کینیڈا میں نیا مشن قائم ہوا ہے۔ وہاں پر خدا تعالیٰ کے فضل سے بالکل نئی مجلس قائم ہوئی ہے۔ اور بڑے انہماک سے کام شروع ہوچکا ہے۔ اگرچہ یہ مجلس نئی ہے لیکن باقاعدہ اجلاس ہوتے ہیں۔ بچوں کی تربیت کی طرف توجہ کی جارہی ہے۔ بلکہ وہ ایک چھوٹا سا اجتماع بھی منعقد کرچکے ہیں اور دنیا کے اس دوسرے کنارے پر واقع مہذب ترین ملک میں نماز تہجد اور درس و تدریس کی محفلیں قائم کیں۔ اور وہاں سے اب بڑی خوشکن رپورٹیں آنی شروع ہوگئی ہیں۔ وہاں پر انتخاب کروا دیا گیا ہے جس کی منظوری حضرت صدر صاحب سے لیکر وہاں بھجوائی جاچکی ہے۔

اسی طرح جرمنی کے دو شہروں میں انتخابات کی منظوری بھجوائی گئی۔ اور وہاں اب کام شروع ہے۔ اسی طرح مارشیس میں چھ مقامات پر مجالس قائم کی گئیں اور وہاں پر کام شروع ہوچکا ہے۔ نائب صدر صاحب مارشیس نے اطلاع دی کہ وہ ایک یادگاری رسالہ شائع کر رہے ہیں۔ جس کے لئے حضرت صاحب کی طرف سے

ایک پیغام بھی بھجوایا گیا۔
نائیجیریا میں بھی کام شروع ہو چکا ہے۔ یہاں جن مقامات پر ممبران انصار اللہ موجود ہیں انہیں منظم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔
نائب صدر گی آنا جنوبی امریکہ کی رپورٹ ہے کہ ممبران عام طور پر جماعت کے کاموں تعلیم و تربیت اور تبلیغی مساعی میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ بالخصوص تقسیم لٹریچر اور زبانی تبلیغ کا کام انصار اللہ بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ گزشتہ سال مسجد روز گنال کی تعمیر میں بھی انصار بھائیوں نے مالی طور پر اور وقار عمل کے رنگ میں نہایت قابل قدر خدمات انجام دیں۔

۲۔ دستور اساسی مجلس انصار اللہ کے انگریزی ترجمہ کی نظر ثانی کا کام بھی اسی قیادت کے سپرد کیا گیا ہے اور محترم جناب حمید اللہ صاحب نائب صدر صف دوم کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ محترم خان حبیب اللہ صاحب اور خاکسار اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ اس کے متعدد اجلاس منعقد ہوئے۔ اور بڑی محنت سے یہ کام مکمل کی جارہا ہے۔ اب یہ کام ختم ہونے کے قریب ہے۔

قیادت قلمی دوستی کے زیر اہتمام عالمی بھائی چارہ۔ محبت اور اخوت کو فروغ دینے کے لئے بھی مجالس بیرون کے تمام نائب صدر صاحبان کو توجہ دلائی گئی۔ کہ وہ اس مبارک تحریک کی طرف توجہ دیں تاکہ مختلف ممالک میں رہنے والے احمدی بھائی ایک دوسرے سے متعارف ہوں۔ اس سلسلہ میں ماہنامہ تحریک جدید میں اعلانات شائع کرائے گئے۔ جس کے نتیجہ میں احباب کے خطوط آنے شروع ہو گئے۔ پاکستان سے بھی بعض مجالس نے اس میں دلچسپی لی۔ خاص طور پر نظامت کراچی نے اس سلسلہ میں کارروائی کی ہے اور مرکز سے ایڈریسز منگوائے ہیں۔
اس ضمن میں پاکستان کے انصار سے گزارش ہے کہ ان میں سے جو ممالک غیر میں احمدی بھائیوں سے قلمی دوستی کا رشتہ قائم کرنے کے خواہشمند ہوں انشاء اللہ انہیں ایسے بھائیوں کی فہرستیں بھجوائی جائیں گی جو ممالک غیر میں آپ بھائیوں سے قلمی دوستی کے خواہشمند ہیں۔

صفِ دوم مجلس انصار اللہ

مجالس کا کام ۔ دوران سال وقتاً فوقتاً ۷ مجالس کے ۱۶۱ انصار سائیکل سفر برائے ملاپ و خدمتِ خلق کے وفود میں شامل ہوئے۔ ان مجالس کے نام یہ ہیں۔
چک ۲۵۵ جنوبی۔ ۲۔ ناظم آباد ۲۶۔ اسلامیہ پارک ۳۰۔ کھنڈو ۱۱۔ گجرات ۱۹۔ شیخوپورہ ۸۔ بہاولپور ۱۰۔

دولم کاہلوں ۱۔ ڈرگ روڈ ۳۔ شکارپور ۲۔ چک جھمرہ ۳۔ ماڈل ٹاؤن ۱۳۔ بستی گھماراں ۱۔ سرائے سدھو ۱ بھابھڑہ ۱۶۔ حسن پور ۱۲۔ منڈی بہاؤ الدین ۱۹

۲۔ دوران سال ۱۱ مجالس کے ۲۲ انصار نے سائیکل خرید لئے۔

۳۔ ۱۴۸ مجالس نے صف دوم کے کوائف بھیجے۔

۴۔ نائب ناظم صف دوم کے تقرر کی طرف مجالس نے بہت کم توجہ دی ہے۔

مرکزی شعبہ کا کام۔

۱۔ صدر محترم سے سکیم کی منظوری حاصل کرنے کے بعد تمام مجالس کو سکیم کی اطلاع بھجوائی گئی۔

۲۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے یہ منظوری حاصل کی گئی کہ آئندہ اضلاع میں قائد ضلع مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ سائیکل سفر برائے ملاپ وخدمت خلق کے کام کی نگران کمیٹی میں مجلس انصار اللہ کے ناظم صف دوم بھی کمیٹی کے ممبر ہوں اور مجلس خدام الاحمدیہ اور ناظمین ضلع کو اس کی اطلاع بھجوائی گئی۔

۳۔ صفِ دوم کے قیام کے نتیجہ میں دستور اساسی میں ضروری ترامیم اور اضافہ کی رپورٹ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کرکے منظوری حاصل کی گئی۔

۴۔ صفِ دوم سے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایات سائیکلوسٹائیل کرا کے قائدین اضلاع کو بھجوائی گئیں۔

۵۔ مجالس کی طرف سے بروقت آنے والی ۲۶۴ رپورٹوں پر تبصرہ بھجوایا گیا۔ ناظمین ضلع وعلاقہ کی طرف سے بروقت آنے والی ۳۴ رپورٹوں پر تبصرہ بھجوایا گیا۔

۶۔ بذریعہ سرکلر لیٹر ہر ماہ مجالس کو ہدایات بھجوائی گئیں۔

۷۔ آمد ڈاک ۹۹۔ روانگی ڈاک ۲۷۳۔ الفضل میں اعلانات ۲ ماہنامہ انصار اللہ میں اعلانات ۱

قیادتِ مال

بجٹ آمد وخرچ بابت سال ۱۹۷۷ء ۲,۲۳,۰۰۰ روپے گزشتہ سال کے بجٹ ۲,۰۱,۰۰۰ روپے کے مقابل پر ۲۲,۰۰۰ روپے اضافہ کے ساتھ تجویز ہوا۔ علاوہ ازیں گیسٹ ہاؤس کا مشروط بجٹ ۵۰,۰۰۰ روپے تجویز ہوا۔ اس کو پورا کرنے کے لئے (۱) ۵۶۳۸ خطوط لکھے گئے (۲) روزنامہ الفضل اور ماہنامہ انصار اللہ میں گزشتہ نو ماہ کے عرصہ میں ۶۸ اعلانات بغرض اشاعت بھجوائے گئے۔

۳۔ نو سرکلر بھجوائے گئے۔ ۴۔ ہفتہ وصولی منایا گیا۔

۵۔ ہر تین ماہ کے بعد جملہ مجالس کو سہ ماہی جائزہ بھجوایا گیا۔ اسی طرح مرکز میں رقوم پہنچنے پر مجالس متعلقہ کو پوزیشن کارڈ جاری ہوتے رہے۔

۶۔ قیادتِ عمومی کی طرف سے جاری ہونے والے ماہانہ سرکلر میں بھی مالی تحریکات بھجوائی جاتی رہی۔

۷۔ انسپکٹران کے ذریعہ مجالس کو بیدار کرنے اور وصولی کی رفتار کو تیز کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ اس سلسلہ میں انسپکٹران نے ۶۸۰ مجالس کا دورہ کیا ۴۶۴ مجالس کے بجٹ تیار کر کے مرکز میں بھجوائے اور ۲۰۵۷۳ روپے کی رقم مجالس سے وصول کر کے مرکز میں بھجوائی۔ مجموعی بجٹ کا وصولی کے ساتھ گزشتہ تین سال کا موازنہ پیش خدمت ہے۔

بجٹ		وصولی
۱۹۷۴ء =	۱،۷۴،۸۰۰ روپے	۱،۳۷،۰۰۰ روپے
۱۹۷۵ء =	۱،۷۴،۸۰۰ "	۱،۵۴،۰۰۰ "
۱۹۷۶ء =	۲،۰۱،۰۰۰ "	۱،۹۶،۸۰۰ "
گیسٹ ہاؤس	۵۰،۰۰۰ "	۴۷،۶۰۰ "
بجٹ ۱۹۷۷ء	۲،۲۳،۰۰۰ "	وصولی نوماہ ۱،۶۹،۱۰۰ "
گیسٹ ہاؤس	۵۰،۰۰۰ "	" " ۲۰،۰۴۷ "

چندہ سالانہ اجتماع۔ گزشتہ تین سال اور ۹ ماہ سال رواں میں آمد کی رفتار حسب ذیل رہی

سال	آمد
۱۹۷۴ء	۴،۰۸۰ روپے
۱۹۷۵ء	۴،۹۲۳ "
۱۹۷۶ء	۲۰،۴۴۰ "
۱۹۷۷ء کے نوماہ	۱۳،۲۰۰ "

ماہنامہ انصاراللہ۔ تین سال گزشتہ و نوماہ سال رواں میں ماہنامہ انصاراللہ کے آمد و خرچ کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

سال	آمد	خرچ
۱۹۷۴ء	۸,۵۳۵	۱۳,۳۹۵
۱۹۷۵ء	۹,۳۴۱	۱۳,۴۰۳
۱۹۷۶ء	۱۶,۰۷۱	۱۷,۳۹۲
۱۹۷۷ء کے نوماہ	۱۰,۲۰۸	۱۱,۸۵۶

عرصہ زیر رپورٹ میں مجالس کی طرف سے ۲۹۰۱ خطوط موصول ہوئے۔ جن کے مقابل ترسیل شدہ ڈاک کی تعداد ۵۶۲۸ ہے۔ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۷۷ء تک ۱۸۷ مجالس انصاراللہ نے اپنے بجٹ سو فیصدی یا اس سے بھی اضافہ کے ساتھ ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس اور احباب کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور باقی مجالس کو ان کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔

بجٹ ۱۹۷۸ء۔ آئندہ سال ۱۹۷۸ء کا بجٹ آمد و خرچ ۲,۳۹,۰۰۰ روپے گزشتہ سال کے بجٹ ۲,۲۳,۰۰۰ کے مقابل ۱۶,۰۰۰ روپے اضافہ کے ساتھ تجویز کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ گیسٹ ہاؤس کا مشروط بجٹ ۳۰,۰۰۰ روپے تجویز کرکے مجموعی بجٹ ۲,۶۹,۰۰۰ روپے تجویز کیا گیا ہے۔

گیسٹ ہاؤس انصاراللہ مرکزیہ کے لئے ۳۰۰ یا اس سے زائد رقم کے عطیہ دہندگان کے اسماء گرامی اس عمارت میں نصب شدہ یادگار تختی پر کندہ کروائے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام عطیہ دہندگان کی قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے احسن جزا دے آمین

قیادتِ تحریکِ جدید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریکِ جدید سال نو کا اعلان کرتے ہوئے جو ارشادات فرمائے ان کا خلاصہ سرکلر کی صورت میں مجالس کو بھجوایا گیا۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ جات کا جو غیر معمولی ٹارگٹ بقدر ۱۵ لاکھ روپے مقرر فرمایا اس سے مجالس کو اطلاع دے کر اس کارِ خیر میں بھرپور تعاون کرنے کی ہدایات بھجوائی گئیں۔ کچھ عرصہ بعد جب الفضل میں حضور ایدہ اللہ کا خطبہ اشاعت پذیر ہوا تو اس کو الگ طور پر چھپوا کر بھی مجالس کو بھجوایا گیا۔

جماعتی انتظام کے ماتحت ا تا ۷ اکتوبر کا پہلا ہفتہ تحریکِ جدید کا ہفتہ منایا گیا۔ اس میں جماعتوں سے تعاون کرنے کے لئے مجالس کو خصوصی توجہ دلائی گئی۔ انصار بھائیوں کی توجہ تحریکِ جدید کی طرف مرکوز رکھنے کے لئے متعدد اعلانات الفضل میں شائع کروائے گئے جس میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات درج تھے۔ نیز مجالس کی ماہانہ رپورٹوں کا جائزہ لے کر توجہ طلب امور کی طرف مجالس کو ہدایات بھجوائی گئیں۔

متعدد اہلِ قلم حضرات کو مطالبات تحریکِ جدید کے متعلق مضامین لکھنے کی تحریک کی جاتی رہی۔ جس کے نتیجہ میں سات مختصر مضامین تحریکِ جدید کے مالی جہاد اور مطالبہ اول یعنی مطالبہ سادہ زندگی کے ضمن میں الفضل میں اشاعت پذیر ہوئے۔ اس ضمن میں مکرم مولوی قمر الدین صاحب فاضل اور مکرم میاں غلام رسول صاحب ڈیرہ غازیخاں خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔

عرصہ زیرِ رپورٹ میں خاکسار کو ۴۰ مجالس میں جانے کا موقعہ ملا۔ جہاں مرکز کے دیگر شعبوں کی نمائندگی کے ساتھ ساتھ تحریکِ جدید کے لائحہ عمل کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔ مقامِ مسرت ہے کہ انصار بھائیوں نے ہر مقام پر بڑے خلوص اور محبت سے تعاون فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالےٰ کے فضل سے سال رواں میں تحریکِ جدید کے بجٹ میں قریباً پانچ لاکھ روپے کا اضافہ عمل میں آیا ہے۔ اور اس کے معاونین خصوصی (یعنی پانچ سو ایک ہزار اور اس سے زائد معیار کی قربانی کرنے والے مخلصین) کی تعداد میں قریباً ڈیڑھ صد افراد نئے شامل ہوئے۔ اس خوشکن ترقی میں بفضلِ خدا انصار بھائیوں کا خاصہ حصہ ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو حسناتِ دارین سے نوازے۔ آمین

قیادتِ وقفِ جدید

۱۔ عرصہ زیرِ رپورٹ میں قیادتِ ہٰذا کی طرف سے قریباً ہر ماہ وقفِ جدید کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے ۱۴ ارشادات الفضل میں شائع کروائے گئے۔

۲۔ جملہ مجالس کو ارسال کئے جانے والے ماہانہ سرکلرز کے ذریعہ مقامی اور ضلعی عہدہ داران کی خدمت میں موقعہ محل کے لحاظ سے ضروری ہدایات بھجوا کر وقفِ جدید کے کام کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ سال زیرِ رپورٹ میں کل سات ایسے سرکلرز بھجوائے گئے۔

۳۔ ۱۸۰ مجالس کی طرف سے آمدہ قریباً ۶۲۲ ماہانہ رپورٹوں کے جواب میں مناسب حال نوٹس لکھ کر متعلقہ عہدداران کو وقفِ جدید کی ماہ بماہ صورتِ حال سے آگاہ کیا گیا۔

۴۔ سال زیرِ رپورٹ میں دو دفعہ بیشتر مجالس انصار اللہ نے اپنی متعلقہ جماعتوں کے زیرِ انتظام عشرۂ وقفِ جدید منایا جس کے نتائج خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے خوشکن نکلتے رہے۔ مجالس فیصل آباد۔ لاہور۔ کراچی۔

راولپنڈی۔ اور پشاور کا کام اس بارہ میں نمایاں رہا۔

۵۔ امسال جن مجالس نے تسلی بخش کام کیا ہے۔ ان میں سے پہلی دس مجالس کے اسماء بترتیب حسن کارکردگی حسب ذیل ہیں۔

(۱) چک ۱۲۱ ج ب حسن پور (فیصل آباد)
(۲) بھابھڑہ ضلع سرگودہا۔
(۳) بہاول نگر شہر
(۴) کھنڈو ضلع لاڑکانہ
(۵) بچنند (ضلع کیمل پور)
(۶) بہاولپور شہر
(۷) سرائے عالمگیر ضلع گجرات
(۸) چک ۱۶۳ ک شتاب گڑھ (وہاڑی)
(۹) چک ۲۷۰ A کاچھیلو (تھرپارکر)
(۱۰) اوکاڑہ (ساہی وال)

۶۔ اگرچہ ربوہ کی اجتماعی رپورٹ میں وقفِ جدید کی کارگزاری کا کم ہی ذکر کیا جاتا رہا ہے۔ تاہم ربوہ کے وعدہ جات اور وصولی کی موجودہ صورت حال خدا کے فضل و کرم سے امید افزا ہے جو درج ذیل ہے۔

	وعدہ جات	وصولی
۱۔ بالغان	۳۶,۷۳۶	۲۶,۲۱۰
۲۔ اطفال و ناصرات	۱۴,۲۷۴	۸,۳۰۱
میزان	۵۱,۰۱۰	۳۴,۵۱۱

سال رواں کے باقی دو ماہ میں خصوصی جدوجہد سے کام لے کر وصولی کی حالت کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے

۷۔ جن ناظمین اضلاع نے کسی حد تک تسلی بخش کام کیا ہے۔ ان میں سے پانچ کا اندراج ان کی کارکردگی کے لحاظ سے حسب ذیل ہے۔

فیصل آباد۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ گجرات۔ سرگودہا

۸۔ امسال تک وعدہ جات گزشتہ سال کی نسبت ۱۵۱۱۹ روپے اور وصولی ۵۲,۸۳۴ روپے زیادہ، بایں ہمہ تدریجی بجٹ کے لحاظ سے ابھی صورتِ حال مزید توجہ کی متقاضی ہے۔ کیونکہ اس لحاظ سے ابھی ۱۴,۷۶۵۰ روپے کی وصولی میں اور ۴۰۹۹ روپے کی وعدہ جات میں کمی ہے۔ امید ہے کہ اجتماع سے واپسی پر جملہ انصار صاحبان اور عہدہ داران مجالس انصار اللہ ماہ نومبر اور دسمبر میں اس طرف پوری توجہ فرمائیں گے۔

۹۔ امسال وقفِ جدید کی طرف سے گزشتہ سال کی نسبت بجٹ میں ۳۵,۰۰۰ روپے کا اضافہ کیا گیا تھا۔ سب کمیٹی شوریٰ کی سفارش پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۶۵,۰۰۰ روپے کی مزید

ایزادی فرمائی تھی۔ نتیجۃً گو امسال وقفِ جدید کے بجٹ میں گزشتہ سال کی نسبت ایک لاکھ روپے کی ایزادی ہوئی تھی۔ جس سے بجٹ کی مندرجہ ذیل شکل بنتی ہے۔

مستقل مدّات			مشروط یا مد مدّات		
۱۔ چندہ بالغان	۴,۲۷,۰۰۰	روپے	۱۔ اشاعت لٹریچر	۵,۰۰۰	روپے
۲۔ 〃 اطفال	۱,۰۰,۰۰۰	〃	۲۔ عطیہ برائے ریزرو فنڈ	۵,۰۰۰	〃
۳۔ 〃 قیام مراکز	۲۵,۰۰۰	〃	۳۔ امداد خلق	۳,۰۰۰	〃
۴۔ 〃 غیر مسلموں میں تبلیغ	۱,۰۰,۰۰۰	〃			
میزان	۶,۵۲,۰۰۰	〃	میزان	۱۳,۰۰۰	〃

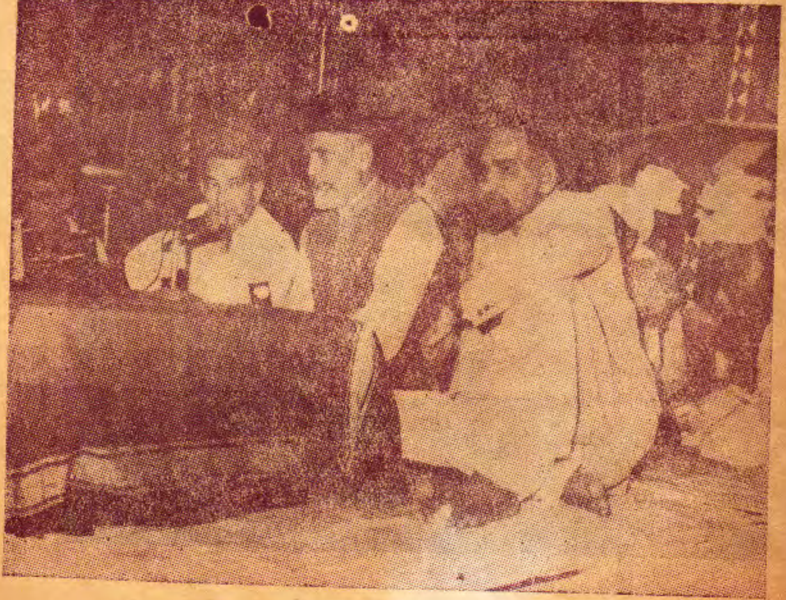
کل میزان = ۶,۶۵,۰۰۰ روپے

امید ہے کہ احبابِ جماعت مذکورہ بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق اپنی ذمہ داری کو سمجھیں گے۔ نیز انصار صاحبان بالخصوص متعلقہ عہدہ داران اس بارے میں اپنے مفوضہ فرائض کو بطور احسن سرانجام دے کر اپنی ذمہ داری سے کماحقہ عہدہ برآ ہوں گے۔ یہ امر ملحوظ رہنا چاہیئے کہ کوئی جماعت ایسی نہ رہے جو وقفِ جدید میں شامل نہ ہو۔ اور کوئی فردِ جماعت بالغ و نابالغ ایسا نہ رہے۔ جو وقفِ جدید کی نہایت ہی مبارک الٰہی تحریک میں حصّہ نہ لے رہا ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو آمین۔

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)



اجتماع کے اجلاس ھشتم میں صاحبزادہ مرزا طاھر احمد صاحب
خاتم النبیین کے مفہوم پر تقریر فرما رہے ھیں



اجتماع کے پانچویں اجلاس میں مکرم مولوی عبدالمالک خانصاحب ۔
مکرم ملک سیف الرحمان صاحب اور مکرم صوفی بشارت احمد صاحب پر
مشتمل علماء کا بورڈ حاضرین کے سوالات کا جواب دے رہا ہے



اجتماع کے ورزشی پروگرام کے مطابق والی بال، ٹیمیں میچ کھیل رہی ہیں



کھیل کا ایک اور منظر

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا